پیش رس

عمران سیریز کا سولہواں ناول حاضر ہے۔

جاسوسی دنیا کے شعلوں کی مسلسل داستان کیا لکھی ایک مصیبت مول لے لی...... تقاضوں کی بھرمار ہے کہ عمران سیریز میں بھی ایک مسلسل کہانی پیش کی جائے...... مجبوراً شعلوں ہی کی داستان سے دو کردار پکڑنے پڑے...... تھریسیا اور الفانسے...... وہاں ان کی نقل تھی...... یہاں اصلی روپ میں موجود ہیں۔

اس سلسلہ کا پہلا ناول "کالے چراغ" تھا...... دوسرا اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

تیسرا "الفانسے" ہوگا اور چوتھا "درندوں کی بستی" خاص نمبر۔

اب ادھر کچھ ایسے خطوط آنے لگے ہیں جن میں عمران اور فریدی کے "ٹکراؤ" کا مطالبہ ہوتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر عمل نہ کر سکوں گا...... کیونکہ اگر ایسا ہوا تو دونوں کرداروں کی مٹی پلید ہو جائے گی...... اس لئے اس سلسلے میں کچھ نہ لکھئے۔

میرے لئے سب سے زیادہ پریشان کن وہ خطوط ہوتے ہیں جن میں خطوط کے جواب نہ ملنے کی شکایت ہوتی ہے۔ لیکن ستم یہ ہے کہ لکھنے والے اپنا پتہ لکھنا بھول جاتے ہیں...... لہٰذا انہیں چاہئے کہ جواب کے لئے قیامت کے منتظر رہیں!

ابنِ صفی

۲۸/ جنوری ۱۹۵۷ء

---

(۱)

عمران نے اپنی کار آگے نکالنی چاہی لیکن آگے جانے والی دونوں کاروں نے راستہ نہ دیا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اگلی دونوں کاروں میں دوڑ ہو رہی ہو.... سڑک زیادہ کشادہ نہیں تھی.... اتنی کہ کوئی تیسری کار آگے نہیں نکل سکتی تھی.... عمران نے سوچا کیوں نہ انہیں نکل ہی جانے دیا جائے۔

اس نے اپنی کار کی رفتار کم کردی.... ٹھیک اسی وقت اسے اپنی پشت پر کچھ اس قسم کی آواز سنائی دی.... جیسے کسی بڑے ٹرک کا انجن شور مچا رہا ہو.... اس نے عقب نما آئینے کی طرف دیکھا.... حقیقتاً وہ ایک ٹرک ہی تھا.... جس نے آڑا ہو کر سڑک کی پوری چوڑائی گھیر لی تھی۔

آگے جانے والی کاروں کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔

دفعتاً عمران کو خطرے کا احساس ہوا۔ گویا اسے دو اطراف سے گھیرا جا رہا تھا۔

مڑ کر واپس ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر اس ٹرک نے سڑک بند کر دی تھی.... اور آگے جانے والی کاریں تو قریب قریب اب رک ہی رہی تھیں۔

یہ جگہ بھی ایسے کاموں کے لئے بڑی مناسب تھی.... کیونکہ سڑک کے دونوں جانب ناہموار زمین تھی.... اور ڈھلان کے اختتام ہی سے جنگلوں کے سلسلے دور تک پھیلے چلے گئے تھے۔

عمران بالکل نہتا تھا.... ویسے بھی وہ ہر وقت مسلح رہنے کا عادی نہیں تھا!

سورج غروب ہو رہا تھا.... اور سڑک سنسان پڑی تھی.... دفعتاً اگلی کاروں سے ایک فائر ہوا.... اور گولی عمران کی ٹوسیٹر کی چھت سے رگڑ کھاتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔

عمران نے کار نہیں روکی.... بلکہ رفتار اور تیز کردی.... اس کی کار اگلی دونوں کاروں کی طرف تیر کی طرح جا رہی تھی.... ان کاروں کی رفتار بھی تیز ہو گئی.... شاید وہ لوگ عمران کے اس غیر متوقع رویہ پر بوکھلا گئے تھے۔ جب عمران نے دیکھا کہ وہ کم از کم ریوالور کی رینج سے باہر ہو گیا ہے تو اس نے یکلخت اپنی کار میں پورے بریک لگا دیئے اور مشین بند کر کے بائیں

جانب کی ڈھلان میں چھلانگ لگادی۔۔۔۔ بیک وقت کئی فائر ہوئے۔۔۔۔ لیکن عمران کو یقین تھا کہ اب مشکل ہی سے کوئی اس پر قابو پا سکے گا۔

وہ جنگل میں گھستا چلا گیا۔۔۔۔ لیکن یہاں وہ محفوظ نہیں تھا۔۔۔۔ اگر جنگل گھنا ہوتا تو شاید اسے بچاؤ کے لئے اتنا نہ دوڑنا پڑتا۔۔۔۔ اکثر مقامات پر سرکنڈوں کی جھاڑیاں تھیں۔۔۔۔ لیکن ان میں گھسنا دیدہ دانستہ موت کو دعوت دینا تھا۔

وہ دوڑتا رہا۔

مگر اب وہ بائیں جانب مڑ گیا تھا اندازے کے مطابق وہ اس جگہ رکا جہاں سے مڑ کر سڑک کے اس حصہ کی طرف پہنچ سکتا تھا جدھر ٹرک کھڑا کیا گیا تھا۔

دفعتاً اس نے اپنے جوتے اتار کر کوٹ کی جیبوں میں ٹھونسے اور ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگا۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بچپن ہی سے درختوں پر چڑھتا آیا ہو۔

گنجان شاخوں کے درمیان پہنچ کر اس نے سامنے سے پتیاں ہٹائیں اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ ٹرک اب موجود نہیں تھا۔۔۔۔ البتہ۔۔۔۔ وہ دونوں کاریں اس کی ٹوسیٹر کے قریب موجود تھیں! اور ایک آدمی وہاں کھڑا شاید ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

پھر وہ کچھ اور بلندی پر پہنچ کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔۔۔۔ کافی فاصلے پر وہ لوگ دکھائی دیئے۔۔۔۔ تعداد میں پانچ تھے اور کچھ دیر پہلے یہ عمران کی خوش فہمی ہی تھی۔۔۔۔ کہ ان لوگوں کے پاس رائفلیں نہ ہوں گی۔ اپنی ٹوسیٹر سے اترتے وقت وہ بال بال بچا تھا کیونکہ ان کے پاس رائفلیں بھی تھیں اور یہاں سے صاف نظر آ رہی تھیں۔

عمران انہیں دیکھتا رہا۔ پتہ نہیں کیوں وہ پانچوں اکٹھے ہی رہنا چاہتے تھے۔۔۔۔ اگر چاہتے تو اِدھر اُدھر منتشر ہو کر بھی اسے تلاش کر سکتے تھے۔۔۔۔ مگر شاید وہ بھی عمران سے خائف ہی تھے۔ پتہ نہیں کب اور کس وقت وہ ان میں سے کسی کو تنہا پا کر وار کر بیٹھے۔

عمران نے پھر سڑک کی طرف دیکھا وہ آدمی اب بھی کاروں کے قریب موجود تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ بقیہ لوگ کتنی دیر میں سڑک تک پہنچ سکتے ہیں۔

وہ انہیں دیکھتا رہا اور پھر بڑی تیزی سے نیچے اترنے لگا۔۔۔۔ نیچے اتر کر جوتے پہنے اور سڑک کی طرف دوڑنے لگا۔۔۔۔ مگر اب اس کا رخ کاروں کی سمت تھا۔۔۔۔ چڑھائی کے قریب پہنچ کر رک گیا پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ چڑھائی پر جا رہا تھا۔۔۔۔ لیکن آدمیوں کی طرح نہیں بلکہ کسی **چھپکلی** کی مانند زمین سے چپکا ہوا۔

جب سڑک کی سطح اس کے سر سے تقریباً دو فٹ اونچی رہ گئی تو اس نے قریب ہی سے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ اوپر کی طرف کھسکنے لگا۔

وہ آدمی ایک کار کی کھڑکی پر بایاں بازو ٹکائے جھکا کھڑا تھا۔ داہنے ہاتھ میں سگریٹ سلگ رہا تھا۔۔۔۔ جیسے ہی عمران نے سر ابھارا۔۔۔۔ وہ چونک کر اس کی طرف مڑا۔۔۔۔ شاید یہ خطرے کے غیر شعوری احساس کی بناء پر ہوا تھا مگر عمران کا ہاتھ تو چل ہی چکا تھا۔۔۔۔ پتھر اس کی کنپٹی پر بیٹھا اور قبل اس کے کہ وہ سنبھل سکتا عمران اس پر سوار تھا۔۔۔۔ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی۔۔۔۔ کنپٹی کی چوٹ نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے جلدی جلدی اس کی تلاشی لے کر ایک ریوالور اور تقریباً تیس کارتوس برآمد کر لئے۔ ریوالور میں پورے راؤنڈ موجود تھے۔

عمران نے اپنی ٹائی کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے اسے یقین تھا کہ وہ کافی دیر تک ہوش میں نہ آسکے گا۔

وہ اس وقت بالکل مشینوں کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ٹوسیٹر کا ڈکے اٹھایا اور بے ہوش آدمی کو اس میں ٹھونسنے لگا پھر ڈکے کو کسی تدبیر سے اتنا کھلا رہنے دیا کہ وہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے مرنے نہ پائے۔ اب وہ پھر ان دونوں کاروں کی طرف متوجہ ہوا۔

بے ہوش قیدی کا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔۔۔ اس نے دو فائر کئے اور دونوں کاروں کا ایک ایک پہیہ بیکار کر دیا۔

”زائیں۔۔۔۔!“ اس کی ٹوسیٹر چکنی سڑک پر تیرتی چلی گئی دھندلکا پھیل چکا تھا۔

فضا آہستہ آہستہ پرسکون ہوتی جا رہی تھی۔

ٹوسیٹر فراٹے بھرتی رہی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے لینڈس کسٹم پوسٹ کے سامنے کار روکی اور نیچے اتر کر ڈکے کو پوری طرح بند کرتا ہوا۔۔۔ عمارت کی طرف چلا گیا یہاں اس نے فون پر اپنے ایک ماتحت آفیسر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔

”تنویر! عمران اپنی کار کی ڈکے میں ایک بے ہوش آدمی کو لا رہا ہے۔ تمہیں اس سے اس آدمی کو چھین لینا چاہیے۔“

”بہت بہتر جناب!“ تنویر کی آواز آئی۔ ”وہ اس وقت کہاں ہے؟“

”لینڈس کسٹمز کی آؤٹ پوسٹ سے گزر چکا ہے۔“

”بہتر جناب۔۔۔۔ میں دو آدمیوں کے ساتھ چیک کروں گا۔“

”جلدی کرو!“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

(۴)

تنویر نے کیپٹن جعفری اور سارجنت ناشاد کو فون کیا اور انہیں بر ٹرام روڈ کے چورا پر پہنچنے کو کہتا ہوا باہر نکل آیا۔

گیراج سے اپنی موٹر سائیکل نکالی.... اور اس کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔

برٹرام روڈ کے چوراہے پر کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد موجود ملے وہ دونوں ایک موٹر سائیکل پر سوار تھے۔

پھر دونوں موٹر سائیکلیں برٹرام روڈ پر دوڑنے لگیں۔

"خیال رکھنا...." تنویر نے چیخ کر کہا.... "وہ اپنی ٹوسیٹر پر ہوگا۔ اس کی گاڑی تم لو پہچانتے ہو!"

"اچھی طرح...." جعفری نے جواب دیا۔

"مگر یار.... اس وقت کسی قسم کا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" تنویر نے کہا۔

"میں اسے جان سے مار دوں گا.... خواہ مجھے اس کے لئے استعفٰی ہی کیوں نہ دینا پڑے۔"

"اس وقت نہیں۔"

"ایکس ٹو کے لئے میں اپنی بے عزتی نہیں برداشت کر سکتا۔" جعفری غرایا۔

"اس وقت میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ بات نہ بڑھانا۔" تنویر نے لجاجت سے کہا۔

جعفری خاموش ہی رہ گیا۔

وہ عمران کا دشمن تھا۔

اور اس دشمنی کی بنیاد تھریسیا بمبل بی والے کیس کے دوران میں پڑی تھی۔

"پھر کسی موقعہ پر سمجھ لینا۔" تنویر نے کہا۔

"استعفٰی دینے کے بعد۔" جعفری غرایا" ورنہ عمران کے خلاف میری کوئی بھی کارروا ایکس ٹو کو ناگوار گزرے گی۔"

تنویر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہیں عمران کی ٹوسیٹر دکھائی دی۔ اور دونوں مو سائیکلیں ایک دوسرے سے قریب آگئیں عمران ہارن پر ہارن دیتا رہا۔ لیکن وہ اس کے را سے نہ ہٹیں.... عمران نے بریک لگائے.... اور تنویر نے موٹر سائیکل آگے بڑھا کر پائیدان پیر رکھ دیا۔

"کیا مطلب؟" عمران غصیلی آواز میں بولا۔

"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے.... اور اس کا رخ تمہاری کھوپڑی کی طرف ہے۔" تنویر

جواب دیا۔

"وہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مگر اس وقت کس خوشی میں؟"

"ناشاد!" تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔ "ذرا میری گاڑی سنبھالنا۔"

" آخر بات کیا ہے؟ عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں!" تنویر موٹر سائیکل سے اتر کر کار کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔ "میں تمہارے ساتھ شہر جانا چاہتا ہوں۔"

وہ عمران کے برابر بیٹھ کر دروازہ بند کر چکا تھا اور ریوالور کی نالی عمراَن کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

"چلو....!" تنویر نے ریوالور کی نال پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں جاؤں گا.... تم مار دو گولی...."

"سنو پیارے...." تنویر آہستہ سے بولا۔ "میرے ساتھ کیپٹن جعفری بھی ہے.... میں نے اسے بڑی مشکل سے روکا ہے اگر اس نے انتقام لینا ہی چاہا تو پھر ہمیں بھی مجبوراً اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔"

"میں سمجھ گیا!" عمران تلخ لہجے میں بولا.... "مگر میں تم لوگوں کو اتنا بزدل نہیں سمجھتا تھا.... مگر اسے بھول جاؤ کہ جعفری یا تم سب میرا کچھ بگاڑ سکو گے۔"

"میں فی الحال اس مسئلے پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔" تنویر بولا۔ "بس تم چپ چاپ کار آگے بڑھاؤ.... ورنہ...."

"ورنہ کیا ہوگا؟"

"ورنہ یہ ہوگا کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ کیونکہ تمہاری گاڑی کے ڈکے میں ایک بے ہوش آدمی موجود ہے۔"

"کیا؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"ایکس ٹو کے ذرائع لامحدود ہیں۔" تنویر بولا۔ "بس اب چلو!" پتہ نہیں کیوں ایکس ٹو کو تم پر رحم آجاتا ہے.... ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو دستیاب نہ ہو سکتی۔"

"ارے جاؤ.... جب جی چاہے تم سب سامنے آجاؤ.... وہ تو وہ.... لڑکی.... جولیا.... مجھے کچھ ویسی لگتی ہے.... یعنی کہ.... کیا کہتے ہیں ذرا.... ہاں.... اچھی لگتی ہے.... ورنہ اب تک میں نے تم سب کی تجہیز و تکفین کر دی ہوتی!"

"چلو میری جان.... اس وقت تم.... جولیا سے بھی مل سکو گے۔"

“یہ بات ہے....” عمران خوش ہو کر بولا.... “چلو.... جولیانا فٹز واٹر کی قبر کے اندر بھی گھس سکتا ہوں۔”

کار چل پڑی۔

ریوالور کی نال اب بھی عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

“یہ آدمی کون ہے؟” تنویر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

“کون آدمی؟”

“وہی جو تمہاری گاڑی کی اسٹپنی میں ہے۔”

“یار تم لوگ.... سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کے آدمی ہو۔”

“ہم لوگ ہر قسم کے آدمی ہیں.... تم میری بات کا جواب دو۔”

“میری کار کی ڈکی میں تین تربوز.... چار مرتبان.... جن میں مختلف قسم کے اچار ہیں پائے جاسکتے ہیں۔”

“دوست عمران! جس دن بھی....”

“بس.... بس....!” عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ “اگر تم لوگ مجھے مار بھی ڈالو....! تب بھی شادی نہیں کروں گا۔”

“خیر....” تنویر خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد کار تنویر کے مکان پر پہنچی اور وہ اسے سیدھا گیراج میں لیتا چلا گیا۔

“مشین بند کر کے نیچے اتر آؤ۔” تنویر نے اس کے پہلو میں ریوالور کی نال چبھوتے ہوئے کہا۔

“اب تم جب تک مقصد نہیں بتاؤ گے۔ یہ ممکن ہی نہ ہو سکے گا۔” عمران نے جواب دیا۔

“تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس والوں کی مہیا کی ہوئی لاشوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاسکتا۔”

“میں نہیں جانتا.... لیکن تم میں سے کون مجھے یہ بات باور کرانے کی کوشش کرے گا۔”

“اتر آؤ نیچے.... بات نہ بڑھاؤ.... تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا.... پھر نیچے اتر آیا وہ جواب طلب نظروں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

“اب گھر جاؤ!” تنویر نے مسکرا کر کہا۔ “کچھ دیر بعد تمہاری گاڑی پہنچا دی جائے گی۔”

“یہ ناممکن ہے۔ میں تم لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرادوں گا۔”

“تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لایعنی ہو گا۔”

“اچھا....” عمران نے بے بسی سے سر ہلا کر کہا۔ “میں دیکھ لوں گا۔”

ویسے تم اسے لکھ لو کہ تم سے ایک احمقانہ فعل سرزد ہو رہا ہے.... اور تم اس کے لئے بھگتو گے۔ وہ آدمی جو اسٹپنی میں بند ہے تم لوگوں کے لئے ڈائنامائٹ ثابت ہو گا۔”

پھر وہ بڑے پر وقار انداز میں چلتا ہوا گیراج سے باہر نکل گیا۔

۳

جولیانا فٹز واٹر باہر سے آکر کوٹ اتار رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا۔

“ایکس ٹو اسپیکنگ!” دوسری طرف سے آواز آئی۔

“یس سر۔”

“کیا رہا؟ وہ آدمی کون ہے؟”

“وہ گونگا بہرہ بن گیا ہے جناب”

“اور تم میں سے کسی کو بھی اتنا سلیقہ نہیں کہ اسے بولنے پر مجبور کر سکے۔”

“میرا خیال ہے کہ صرف ذبح کر ڈالنا باقی رہ گیا ہے۔” جولیا نے کہا۔

“وہ عمران پر حملہ کرنے والے چند نامعلوم آدمیوں میں سے ہے۔ یہ حملہ آج شام راج گڑھ کے قریب ہوا تھا۔”

“لیکن اس کا ہم لوگوں سے کیا تعلق؟”

“جولیا۔”

“یس سر۔”

“میں غیر ضروری بکواس پسند نہیں کرتا۔”

“میں معافی چاہتی ہوں جناب۔” جولیا کانپ گئی۔ ایکس ٹو کی غصیلی آواز اسے جان کنی میں مبتلا کر دیتی تھی.... وہ تو خیر عورت تھی۔ کیپٹن جعفری جیسے بڑی مونچھوں والے بھی اپنے خشک ہوتے ہوئے حلق کے بل بولنے لگتے تھے۔ ایکس ٹو کی ہیبت کچھ اسی طرح اس کے ماتحتوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔

“وہ تم سب سے بہتر ہے۔” دوسری طرف سے آواز آئی۔ اس لئے میں اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا.... کیا تمہیں تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کا کیس یاد ہے۔”

“یاد ہے.... جناب۔”

"کیا وہ ہر معاملے میں تم سب سے برتر نہیں ہے؟"

"برتر ہے جناب۔"

"پھر... کیا وہ تمہارا محسن نہیں ہے.... کئی بار وہ تمہیں موت کے منہ سے نکال لایا ہے۔"

"مجھے اعتراف ہے۔"

"تو پھر تمہیں اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔ چند نامعلوم آدمی اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور وہ خطرے میں ہے۔"

"جیسا آپ فرمائیں کیا جائے۔"

"فی الحال اس آدمی کو دانش منزل میں قید کر دو.... اور کوشش کرو کہ وہ سب کچھ اگل دے۔"

"بہت بہتر! وہ فی الحال تنویر ہی کے چارج میں ہے.... میں اسے آپ کے حکم سے مطلع کئے دیتی ہوں۔"

"کم از کم چار آدمیوں سے عمران کے فلیٹ کی ہر وقت نگرانی کراؤ.... جب وہ باہر نکلے تو دو آدمی اس کے ساتھ ہوں.... مگر اس طرح کہ عمران انہیں پہچان نہ سکے۔"

"آپ اس پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں۔"

"نہیں۔"

"بہت بہتر۔ ایسا ہی ہوگا۔"

"اس کا خیال رہے کہ عمران کے یہ دشمن تھریسیا کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔"

"اوہ.... یقیناً وہی ہوں گے جناب۔" جولیا نے طویل سانس لے کر کہا۔

"پھر کم از کم تم اور جعفری بھی محفوظ نہیں ہو.... کیونکہ وہ تم دونوں کو اچھی طرح پہچانتی ہے.... ہاں.... جعفری سے کہو کہ اپنی مونچھیں صاف کرا دے.... ورنہ یا تو میں اسے پھر ملٹری میں.... جھونک دوں گا.... یا پھر اسے.... استعفٰی ہی دینا.... پڑے گا۔"

"بہت بہتر جناب.... مگر اسے اپنی مونچھیں بہت عزیز ہیں۔"

"اس سے زیادہ مجھے محکمے کا وقار عزیز ہے.... مونچھیں مردانگی کا نشان ضرور ہیں.... مگر جب عورتیں.... انہیں پکڑ کر جھولنے لگیں تو...."

جولیا ہنسنے لگی.... پھر اس نے کہا.... "عمران نے خاصی مرمت کی تھی--!"

"میں عمران کی جگہ ہوتا تو اتنی مرمت ہی پر اکتفا نہ کرتا۔ اچھا۔ بس!" دوسری طرف سے

سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جولیا ریسیور رکھ کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت ایکس ٹو سے زیادہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی۔ ایکس ٹو کے بیان کے مطابق حملہ آور کئی تھے۔ گویا عمران نہ صرف ان ے ٹکرایا تھا بلکہ ان کے ایک آدمی کو بھی پکڑ لیا تھا۔

جولیا اکثر عمران اور اس کی صلاحیتوں کے متعلق سوچا کرتی تھی۔ بڑی عجیب بات تھی اس کی شکل دیکھ کر غصہ آتا تھا.... اور حرکتیں یاد کر کے پیار آتا تھا.... وہ فیصلہ نہیں کر پاتی تھی کہ اسے پسند کرے یا اس سے نفرت کرے۔

اسے کئی ایسے مواقع یاد تھے جب عمران نے انتہائی نازک اوقات میں اس کی مدد کی تھی مگر پھر کچھ ایسی حرکتیں بھی کی تھیں کہ جولیا کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی تھی۔

عورتوں کے معاملے میں وہ بالکل جنگلی تھا.... وہ نہیں جانتا تھا کہ عورتوں سے کس طرح پیش آنا چاہئے۔ شاید اسے سکھایا ہی نہیں گیا تھا.... کہ عورتوں کا احترام ضروری ہے۔

جولیا بڑی دیر تک اس کے متعلق سوچتی رہی.... پھر اسے یک بیک ایکس ٹو کی ہدایت یاد آئی اور وہ اٹھکر فون پر تنویر کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ کسی نے دوسری طرف سے ریسیور تو اٹھایا۔ لیکن تنویر کی آواز کی بجائے اس نے کچھ عجیب سی آوازیں سنیں پہلے تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز گری ہو پھر کسی کی چیخ سنائی دی۔

دفعتاً اسے تھریسیا کا خیال آیا اور اس نے یکے بعد دیگرے سیکرٹ سروس کے سارے آدمیوں کے نمبر ڈائیل کرنے شروع کر دیئے۔

"تنویر خطرے میں ہے فوراً وہاں پہنچو!" وہ ایک ایک سے کہہ رہی تھی۔

پھر اس نے بڑی جلدی میں کوٹ پہنا۔ اور میز کی دراز سے پستول نکال کر جیب میں ڈالتی ہوئی دروازے کی طرف جھپٹی۔

اس کی کار کافی تیز رفتاری سے تنویر کی قیامگاہ کی طرف جا رہی تھی۔ آج سردی کی لہر پچھلے دنوں سے زیادہ شدید تھی جلدی میں اسے دستانے بھی یاد نہیں رہے تھے۔ لہٰذا اسے اس وقت یسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ٹھٹھرے ہوئے ہاتھ اسٹیرنگ پر جمے ہی رہ جائیں گے۔ تنویر کے چھوٹے سے بنگلے کی مختصر سی کمپاؤنڈ میں اس کی کار داخل ہوئی۔ عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں لیکن چاروں طرف سناٹا تھا سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبر اپنی اپنی قیام گاہوں پر تنہا ہی رہتے تھے کسی کے پاس نوکر نہیں تھا۔ ایکس ٹو کا یہی حکم تھا کہ وہ تنہا رہیں۔ نہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں لیکن اپنے سارے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔

جولیا ابھی کار سے نہیں اتری تھی کہ موٹر سائیکلوں کی آواز سے ساری کمپاؤنڈ جھنجھنا اٹھی

چار آدمی بیک وقت موٹر سائیکلوں پر آئے تھے۔

جولیا نے ہاتھ اٹھا کر انہیں رکنے کو کہا۔

کیپٹن خاور آگے بڑھا۔

"ٹھہرو--!" جولیا آہستہ سے بولی۔ "یہ معاملات شاید تھریسیا سے تعلق رکھتے ہیں وہ
اور جعفری کو اچھی طرح پہچانتی ہے لہٰذا کم از کم بقیہ آدمیوں کو اس کے سامنے نہ آنا چاہئے۔
تم لوگوں کی نقابیں موجود ہیں۔؟"

"وہ تو ہر وقت ساتھ رہتی ہیں۔" خاور دوسروں کی طرف مڑ کر بولا "کیوں؟"

جولیا انہیں فون کا واقعہ بتاتی ہوئی بولی۔ "ہو سکتا ہے اس عمارت میں ہمارے لئے کوئی جا
پھیلایا گیا ہو.... ممکن ہے وہ لوگ عمارت کے مختلف گوشوں میں چھپ گئے ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"لہٰذا ہمیں بقیہ آدمیوں کا انتظار بھی کر لینا چاہئے۔"

"مگر تنویر!" خاور نے کچھ کہنا چاہا۔

"یہ بیس منٹ پہلے کی بات ہے۔" جولیا اس کی بات کاٹ کر بولی.... اب تک جو کچھ
ہونا تھا ہو چکا ہوگا۔"

"اتنی مصلحت اندیشی درست نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ تنویر پر تشدد کر رہے ہوں۔ ضرو
نہیں کہ انہوں نے اسے مار ہی ڈالا ہو۔"

"کچھ بھی ہو.... لیکن یہ جال ہی معلوم ہوتا ہے ورنہ فون سے ریسیور اٹھا کر خاموش ر
کا کیا مقصد ہو سکتا ہے.... اور پھر ایسی آوازیں.... جیسے وہاں کوئی ہنگامہ ہو گیا ہو۔"

"ٹھیک ہے.... جال ہی ہوگا۔ مگر میرے خیال سے بقیہ لوگوں کا انتظار فضول ہے۔ ہم
اندر جا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کو باہر بھی رہنا چاہئے۔ اگر وہ جال ہی ہے تو سب کیوں پھنسیں۔"

"اوہ! یہ بھی ٹھیک ہے.... اچھا تو جاؤ!"

وہ چاروں آگے بڑھے اور عمارت میں داخل ہو گئے.... جولیا اندھیرے میں پھاٹک سے
کھڑی رہی۔

کبھی وہ سڑک کی جانب دیکھنے لگتی اور کبھی عمارت کی جانب۔ کمپاؤنڈ میں جھینگر جھا
جھائیں کر رہے تھے۔

یہاں کا سناٹا جولیا کے ذہن پر گراں گزرنے لگا۔

عمارت سے نہ کسی قسم کی آواز آئی اور نہ اس کے آدمیوں کی طرف سے کوئی اشارہ ہوا۔

جولیا اس پر متحیر تھی۔

سیکرٹ سروس کے بقیہ آدمی بھی کیپٹن جعفری کے ساتھ وہاں پہنچ گئے جولیا کی ہدایت پر انہوں نے بھی اپنے چہرے نقابوں میں چھپائے۔

"مگر.... ابھی تک....!" جولیا بولی۔ "اندر سے کسی قسم کا سگنل نہیں ملا.... وہ تقریباً پانچ منٹ پہلے اندر داخل ہوئے ہیں۔"

"یہ سب کچھ عمران کے لئے ہو رہا ہے۔" جعفری نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایکس ٹو کی پالیسی کیا ہے؟"

"عمران شاید ہم لوگوں سے زیادہ کام آتا ہے۔"

جعفری کچھ نہ بولا۔ وہ عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً ایک کھڑکی کھلی اس میں ایک چہرہ دکھائی دیا جس پر سیاہ نقاب تھی۔ پھر ایک ہاتھ نے انہیں عمارت میں داخل ہونے کا اشارہ کیا!

"آؤ۔!" جولیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ عمارت میں داخل ہوئے کسی طرف سے بھی کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ البتہ عمارت کا ایک ایک حصہ روشن تھا۔

بڑے کمرے کے قریب سے گزرتے وقت انہیں اندر آہٹیں محسوس ہوئیں۔ دروازہ بند تھا لیکن شیشوں سے روشنی نظر آ رہی تھی۔

جولیا نے دروازہ کو دھکا دیا۔ وہ اندر سے بند تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اندر سے کسی نے بولٹ گرائے اور دروازہ کھل گیا۔ ٹھیک اسی وقت جولیا کے ساتھیوں نے اپنی پشت پر کسی چیز کی چبھن محسوس کی لیکن انہیں مڑ کر دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"اندر چلو!" تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

اور اندر جولیا کے سینے کی طرف ایک ریوالور کی نال اٹھی ہوئی تھی.... وہ کوئی نقاب پوش
ی تھا لیکن جولیا کے ساتھیوں میں نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھیوں میں کوئی بھی اتنا
دراز قد نہیں تھا۔

وہ چپ چاپ اندر داخل ہو گئے۔

ان کے ساتھ ہی وہ تین آدمی بھی اندر آئے جنہوں نے جولیا کے ساتھیوں کے جسموں
سے ریوالور لگا رکھے تھے۔

"تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔" دراز قد آدمی نے انگریزی میں کہا۔ اس کا لہجہ غیر ملکیوں کا سا تھا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

"تم سوئیس ہو؟" دراز قد آدمی نے جولیا سے پوچھا۔

سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ جولیا کی زبان سے غیر ارادی طور پر "ہاں" نکل گیا.... اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ دراز قد آدمی نے ایک زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"شاداب نگر میں تم لوگوں نے ہمیں ایک گہری چوٹ دی تھی۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔

چند لمحے خاموش رہی۔ پھر دراز قد آدمی بولا "تمہارے چار ساتھی تمہارے ساتھ ہی اپ انجام کے منتظر ہیں۔ صبح تمہاری لاشوں سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہو گا کہ تمہاری موتیں کر طرح واقع ہوئی ہوں گی.... مگر تم....!"

"مگر تم" کہتے وقت اس کی آواز نرم پڑ گئی وہ براہ راست جولیا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے محسوس کیا کہ وہ "مگر تم" کہتے وقت مسکرایا بھی تھا چونکہ پورا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مسکرایا ہی تھا۔

چند لمحے اس کی آنکھیں جولیا کی آنکھوں میں چبھتی رہیں۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "ان تینوں کو بھی وہیں لے جاؤ۔"

جولیا نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا۔ ریوالور اب بھی ان کے پہلوؤں سے لگے ہوئے تھے۔ پھر اس کمرے میں صرف وہی دونوں رہ گئے۔

دراز قد نقاب پوش نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا۔

"میں بھی سوئیس ہوں۔" دراز قد آدمی نے سوئیس زبان میں کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ اس کے دوسرے جملے کی منتظر تھی۔

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس کے لئے کام کر رہی ہو۔"

"میں اپنے لئے کام کر رہی ہوں۔" جولیا نے کسی قسم کی کمزوری ظاہر کئے بغیر جواب دیا۔

"مگر وہ بے وقوف آدمی.... عمران تو اکثر پولیس کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے۔"

"ہاں.... اکثر.... وہ پولیس کے لئے بھی کام کرتا ہے.... اور ہمارے لئے بھی۔"

"تمہاری کیا حیثیت ہے؟"

"وہی جو تھریسیا کی ہے۔"

"اوہ.... دراز قد نقاب پوش پھر اسے گھورنے لگا۔ "وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"وہ کاغذات...." جولیا مسکرائی.... "عنقریب ان کا سودا بھی ہو جائے گا۔"

"وہ کہاں ہیں؟"

"ایک بہت ہی محفوظ جگہ پر!"

"بہتری اسی میں ہے کہ انہیں واپس کر دو!"

"کیوں؟ کیا وہ تھریسیا کے باپ کی جاگیر ہیں؟"

دراز قد آدمی ہنسنے لگا۔ پھر بولا "لڑکی! تم جھنجھلاہٹ میں بہت پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

"بدتمیزی نہیں!" جولیا پروقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم شاید الفانسے ہو۔"

"ہاں! میں الفانسے ہوں۔" دراز قد آدمی نے بھاری بھرکم آواز میں کہا۔

"دنیا کا ایک بڑا آدمی.... تمہاری عزت افزائی ہے اگر تم مجھے پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

"دس الفانسے ہر وقت میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔" جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"خیر.... کام کی بات کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"میرے آدمیوں کو چھوڑ دو، بہتری اسی میں ہے۔"

"انہیں تو ہر حال میں مرنا پڑے گا.... لیکن اگر تم چاہو تو بچ بھی سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"کاغذات کی واپسی۔"

"یہ قطعی ناممکن ہے۔"

"تب پھر میں تمہاری زندگی کی بھی ضمانت نہ دے سکوں گا۔"

"میری نظروں میں زندگی کی صرف اتنی ہی وقعت ہے کہ جتنی دیر زندہ رہوں جدوجہد کرتی رہوں۔"

"بہت دلیر لڑکی ہو!"

"تمہارے جملے مجھے میری حیثیت سے نہیں گرا سکتے۔" جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "میں تھریسیا سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوں۔ میرے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی ہیں۔"

"اوہ—!"

"بہتر یہی ہے کہ میرے آدمیوں کو چھوڑ دو۔ ہمارا تمہارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔"

"جھگڑا صرف دو چیزیں ختم کر سکتی ہیں۔"

"میں نہیں پوچھوں گی کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں۔"

"میں ضرور بتاؤں گا.... پہلی چیز کاغذات کی واپسی.... اور دوسری.... اس بے وقوف آدمی کی موت!.... اس نے تھریسا بمبل بی آف بوہیمیا کی شان میں گستاخی کی تھی۔"

"آہا...." جولیا نے قہقہہ لگایا۔ "مجھے یاد ہے.... اس نے تھریسا کی کمر پر لات رسید کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی محفوظ نہ رہی ہوگی۔"

"بکواس مت کرو لڑکی.... میرے ساتھ آؤ...." دراز قد آدمی نے جولیا کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا.... جولیا آگے کی طرف جھکی اور بائیں ہاتھ سے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکال لیا.... لیکن دراز قد آدمی نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ اس کے استعمال کی مہلت نہ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس سے پستول چھین چکا تھا۔

"بس اتنی ہی سی چالاکی کی بناء پر تھریسا سے مقابلہ کرنے نکلی تھیں؟" اس نے زہریلے لہجے میں کہا اور جولیا کو دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔

مجبوراً جولیا اس کے ساتھ چلتی رہی۔ اس کے ساتھی پکڑے جا چکے تھے اور تنویر کے متعلق یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اب اسے صرف "ایکس ٹو" کی مدد کا سہارا رہ گیا تھا.... وہ جانتی تھی کہ ایکس ٹو غافل نہ ہوگا.... وہ یہاں کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ اسی مضبوطی پر وہ اتنے دلیرانہ انداز میں دراز قد نقاب پوش سے گفتگو کرتی رہی تھی۔

نقاب پوش اسے دوسرے کمرے میں لایا۔ جہاں تین آدمی ایک چھوٹی سی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ یہ وہی نقاب پوش تھے جو اس کے تینوں ساتھیوں کو بڑے کمرے سے لے گئے تھے۔

"کیوں....؟" دراز قد نقاب پوش نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا.... "کیا بات ہے؟"

"سلنڈر فٹ نہیں ہے۔" ایک نے جواب دیا۔

"جلدی کرو.... وقت کم ہے۔" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ گفتگو انگریزی میں ہو ر تھی۔

پھر وہ جولیا سے بولا۔ "اس کمرے میں تمہارے آدمی بند ہیں.... ایک زہریلی گیس ک تھوڑی سی مقدار انہیں آناً فاناً ختم کر دے گی۔ یہ ٹیوب جو دیکھ رہی ہو، کنجی کے سوراخ سے ل دیا جائے گا۔ صرف آدھے منٹ کے لئے مشین چلے گی۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"مجھے کون روکے گا؟" ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔

"اگر ایسا ہوا تو تمہاری ہڈیاں بھی نہ ملیں گی۔" جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ک

اسے توقع تھی کہ ایکس ٹو کہیں آس پاس ہی موجود ہوگا.... مگر کیوں....؟ اس نے سوچا۔ آخر اب اسے کس بات کا انتظار ہے۔ دفعتاً جولیا کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹو بھی کوئی آدمی ہی ہے.... وہ جادوگر بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ضروری نہیں کہ اسے ان حالات کا علم ہی ہو۔

"اوہ.... کیا کر رہے ہو تم لوگ...." نقاب پوش دانت پیس کر بولا۔

"ٹھیک ہو گیا جناب!"

"ٹیوب سوراخ سے لگا دو۔"

ایک آدمی نے ٹیوب اٹھایا اور دوسرے کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا.... جولیا کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار چاروں طرف دیکھنے لگتی۔

"اب بھی وقت ہے۔" نقاب پوش جولیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "کاغذات کا پتہ بتا دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ دوسری صورت میں.... یہ لوگ تو ابھی اور اسی وقت ختم ہو جائیں گے۔ البتہ تمہیں.... سسک سسک کر مرنا پڑے گا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی سمجھ ہی میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے.... کچھ دیر پہلے کی زبان طراریاں رخصت ہو چکی تھیں۔ اب وہ صرف ایک معمولی سی عورت تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ذہانت کبھی اس کے حصے ہی میں نہ آئی ہو۔

"اوہ.... اتنی دیر...." نقاب پوس نے پھر اپنے ساتھیوں کو للکارا۔

دوسرے ہی لمحے میں ٹیوب کنجی کے سوراخ سے لگا دیا گیا۔

"تم نہیں بتاؤ گی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"گیس کھولو۔"

مشین کی طرف ایک ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ ایک فائر ہوا.... اور شیشے کی وہ نلکی چور چور ہو گئی.... جو ٹیوب کو مشین سے ملاتی تھی۔ وہ تینوں اچھل کر الگ ہٹ گئے۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ...." ایک بھاری اور پر وقار آواز دروازے کی طرف آئی.... یہ بلاشبہ ایکس ٹو کی آواز تھی۔ جولیا نے صاف پہچان لیا۔

پھر ایک آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف جا ہی رہا تھا کہ دوسرا فائر ہوا اور وہ آدمی اپنا ہاتھ دبائے ہوئے دیوار سے جا لگا۔ زخمی ہاتھ سے خون کی دھار نکل کر فرش پر پھیل رہی تھی۔

"جولیا دروازہ کھول دو.... یہ سب نشانے پر ہیں!" آواز پھر آئی۔

جولیا سر سے پیر تک لرز رہی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آواز کی جانب نظر بھی اٹھا سکتی۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

اندھی بھیڑوں کی طرح باہر نکلنے والوں میں تنویر بھی تھا اور اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ کپڑے تار تار ہو رہے تھے اور جسم کے مختلف حصوں سے خون نکل رہا تھا۔

پہلے تو وہ سب ان چاروں کی طرف جھپٹے لیکن جیسے ہی دروازے کی سمت نظر گئی جہاں تھے وہیں ٹھٹک گئے سر سے پیر تک سیاہ لباس میں ملبوس ایک آدمی دونوں ہاتھوں میں ریوالور لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

"ان کے اسلحے چھین لو!" اس نے آہستہ سے کہا۔

اور ان سب نے ایکس ٹو کی آواز پہچان لی! یہ پہلا موقع تھا جب وہ اپنے پراسرار چیف آفیسر کو اتنے قریب سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن اس کا پورا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔

وہ چاروں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ ان کی جیبوں سے ریوالور نکال لئے گئے۔

"اب انہیں ڈائننگ روم میں لے چلو!"۔۔۔۔ ایکس ٹو نے کہا۔

اس کے ماتحتوں کی زبانیں گنگ ہو گئیں تھیں۔ جولیا جو اکثر فون پر اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کیا کرتی تھی اس وقت اس طرح کانپ رہی تھی جیسے کسی ویرانے میں کوئی درندہ نظر آ گیا ہو۔

وہ چاروں ڈائننگ روم میں لائے گئے۔

"ان کے چہرے ظاہر کرو۔" ایکس ٹو کی آواز کمرے میں گونجی۔ "خاور اور جعفری بیرونی دروازے پر جائیں۔"

ان کے چہروں سے نقابیں ہٹائی جانے لگیں۔ لیکن جعفری یا خاور میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان کے چہرے دیکھنے کے لئے وہاں رکتے۔۔۔۔ وہ سر جھکائے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر چلے گئے۔ ان چاروں کے چہروں سے نقابیں ہٹا دی گئیں تھیں یہ چاروں غیر ملکی تھے۔ یورپ کے کسی ملک کے باشندے۔

"ان میں الفانسے نہیں ہے۔" ایکس ٹو نے جولیا کو مخاطب کر کے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔"

پھر اس نے اپنے اوورکوٹ کی جیب سے ایک بوتل نکالی اور ان چاروں کی طرف مخاطب کر کے کہا۔۔۔۔ "تم لوگ بہت تھک گئے ہو!۔۔۔۔ اس لئے میری طرف سے شیمپین کا تحفہ قبول کرو۔۔۔۔ تنویر ان لوگوں کو قاعدے سے بٹھاؤ۔۔۔۔ چار گلاس نکالو۔"

تنویر کے چہرے پر حیرت تھی۔ وہ ایک لحظہ کے لئے ٹھٹکا پھر آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے چار گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

"بیٹھ جاؤ دوستو!" ایکس ٹو ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ہم لوگ بہت مہمان نواز ہیں۔۔۔۔ جولیا۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ ان کیلئے شراب انڈیلو--!"

ان میں سے ایک آدمی، جس کا ہاتھ زخمی تھا، فرش پر گر پڑا۔ کثیر مقدار میں خون نکل جانے کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

"فکر نہیں--!" ایکس ٹو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اسے یونہی پڑا رہنے دو۔ صرف تین گلاسوں میں شراب انڈیلو۔"

جولیا گلاسوں میں شراب انڈیلنے لگی۔ لیکن وہ سخت متحیر تھی آخر اس "مہمان نوازی" کا کیا مطلب؟"

"پیو دوستو!" ایکس ٹو نے کہا۔۔۔۔ اور جولیا نہ سمجھ سکی کہ لہجہ تحکمانہ تھا یا طنزیہ۔۔۔۔ ایکس ٹو کی آواز سے مختلف قسم کے لہجوں میں امتیاز کر لینا مشکل تھا۔

"تھریسیا اس وقت کہاں مل سکے گی؟۔۔۔۔ اس نے پھر انہیں مخاطب کیا۔

"ہم نہیں جانتے۔" لمبے آدمی نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہیں علم نہیں ہو گا۔ تھریسیا اپنے آدمیوں کو قربانی کے بکروں سے زیادہ نہیں سمجھتی۔"

پھر کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی۔

"پیو۔۔۔۔" ایکس ٹو کی گرج سے کمرہ جھنجھنا گیا۔ اس کے اپنے ساتھی تو بری طرح لرز رہے تھے۔

"ہم نہیں پیئں گے۔" لمبے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر نہیں پیو گے تو تمہاری لاشیں تمہاری اس حماقت پر ہنسیں گی اور تمہارے جسموں کو لاشوں میں تبدیل ہونے کے سلسلے اتنی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ حشر کے دن ان سے اٹھا نہ جائے گا۔"

جولیا حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آخر ان تینوں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لئے۔

"زہر نہیں ہے۔" ایکس ٹو کہہ رہا تھا۔ "جب ہم تمہارا گلا گھونٹ کر بھی تمہیں ختم کر سکتے

ہیں تو ان تکلفات میں کیوں پڑنے لگے۔ آج کل زہروں کی فراہمی بھی آسان نہیں ہے۔“

انہوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیئے۔

”اچھا دوستو!“ ایکس ٹو ہاتھ اٹھا کر بولا ”کیا یہ شراب عمدہ نہیں تھی اس میں کچھ تھوڑا سا اضافہ بھی کیا گیا تھا جو تمہیں ذرا ہی سی دیر میں کوہ قاف کی سیر کرا دے گا۔“

یہ حقیقت تھی.... پانچ منٹ کے اندر ہی اندر تینوں اپنی کھوپڑیوں سے باہر ہو گئے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر ایک نے کئی کئی بوتلیں چڑھالی ہوں۔

اور پھر وہ بہکنے لگے۔

ایک دوسرے کو گالیاں دیتے.... اور اس طرح دانت پیس پیس کر گھونسے دکھاتے جیسے آبائی دشمنیاں چلی آ رہی ہوں۔

”ٹھیک ہے!“ ایکس ٹو نے سر ہلا کر کہا اور جولیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

”وہ گیس پھینکنے والی مشین یہاں سے ہٹاؤ۔ تنویر قریبی تھانے پر جا کر اطلاع دے گا کہ چار غیر ملکی شراب کے نشے میں دھت.... اس کے مکان میں داخل ہو کر اپنی محبوبہ کا پتہ پوچھ رہے تھے.... پھر وہ آپس میں لڑ پڑے، ایک نے دوسرے پر فائر کر دیا۔“

ایکس ٹو نے خاموش ہو کر زخمی آدمی کی طرف اشارہ کیا.... جو ہوش میں آ چلا تھا۔

”اسے بھی تھوڑی سی پلاؤ.... اور ان پر نظر رکھو.... کہیں یہ....!“

دفعتاً تنویر کی طرف مڑ کر بولا۔ ”تم سے بڑا احمق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا.... تم اسے عمران ہی کی کار میں دانش منزل لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔“

تنویر کچھ نہ بولا۔ اس نے سر جھکا لیا تھا۔

”آپ....!“ جولیا ہکلائی.... ”انہیں تھانے کیوں بھیج رہے ہیں؟“

”تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے.... کیا تم نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تم تھریسیا ہی کی طرح ایک خراب عورت ہو؟.... مگر اب جلدی کرو.... تم اور کیپٹن خاور یہیں ٹھہرو.... بقیہ لوگ چلے جائیں--! تنویر تھانے جائے گا.... اور.... میں.... میں کسی وقت بھی تم لوگوں سے دور نہیں ہوں گا۔“

ایکس ٹو دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس کے قدموں کی آوازیں سنتے رہے ان کی زبانیں گنگ تھیں اور پیشانیوں پر پسینہ تھا۔

۴

دوسرے دن عمران اپنے فلیٹ کے ایک کمرے میں کھڑا جھوم جھوم کر اکارڈین بجا رہا تھا اور محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اپنے کانوں میں انگلیاں دیئے بیٹھا تھا۔ اکارڈین اس کے شدید ترین احتجاج کے باوجود بھی بجتا ہی رہتا۔ لیکن اس دوران میں سلیمان دوپہر کا کھانا میز پر لگانے لگا اور عمران نے گلے سے اکارڈین اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے فیاض سے کہا....

”میں اسے اپنی انتہائی بدقسمتی سمجھوں گا اگر دوپہر کا کھانا میرے ساتھ ہی کھاؤ۔“

”میں تمہیں بھی کھا جاؤں گا.... عمران!“ فیاض دانت پیستا ہوا اٹھا اور کھانے کی میز پر جم گیا۔

کچھ دیر تک خاموشی سے کھانا کھاتے رہنے کے بعد عمران سلیمان کی طرف مڑ کر بولا۔

”ابے یہ کیا ہے؟“

”مچھلی صاحب!“

”اُلو بناتا ہے.... مچھلی تو چپٹی ہوتی ہے۔“

”چپٹی تو ہے۔“

”میں نے آج تک چوکور مچھلی نہیں دیکھی۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا ”اس کی دم کہاں ہے؟.... سر کہاں ہے؟“

”قتلے ہیں جناب۔“

”ابے پھر.... وہی قتلے....“ عمران میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔ کتنی بار منع کر دیا.... ابے مجھے قتلے والی مچھلی اچھی نہیں لگتی.... مسلم پکایا کر.... سفنے نکالے بغیر.... دُم سمیت.... پٹھے کے اُلو....!“

”آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب!“

”کیا بھول رہا ہوں؟“

”آج خاموشی سے کھانا کھانے کا دن ہے۔“

”ابے تو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟“

فیاض نے کچھ کہنا چاہا.... مگر عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

”جاؤ....“ فیاض نے سلیمان سے کہا ”جب ضرورت ہو گی بلا لیں گے۔“ سلیمان چلا گیا۔

”مجھے بتاؤ۔ وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔ فیاض کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور پھر غائب ہو گئے وہ بہت دیر سے اس مسئلے پر گفتگو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن عمران نہ جانے کیوں ہر بار کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا جس سے گفتگو آگے نہ بڑھ سکتی۔ کھانے کے اختتام پر فیاض نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ سگریٹ سلگایا اور آہستہ سے بولا "مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے۔"

"تمہیں ہنری ہفتم نے بھیجا ہو۔ لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر کچھ لوگ مجھے مار ڈالنا ہی چاہتے ہیں تو میں مجبور ہوں۔ مر جاؤں گا۔ سنا ہے اس طرح مرنے والے شہید کہلاتے ہیں۔"

"میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ۔" فیاض نے جھلا کر کہا "مگر موجودہ حالات کی بناء پر میرے اسٹاف کے تقریباً بیس آدمی ہر وقت بیکار رہتے ہیں۔"

"بے کار کیوں رہتے ہیں۔"

"انہیں تمہاری نگرانی کرنی پڑتی ہے۔"

"کیوں کرنی پڑتی ہے.... کیا مجھے خفیہ طور پر گورنر جنرل بنا دیا گیا ہے۔"

"مسٹر سلطان کا آرڈر ہے.... مجھے بتاؤ.... وہ کون ہیں؟"

"محکمہ خارجہ کے سیکرٹری...." عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"میں ان آدمیوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔" فیاض دانت پیس کر بولا۔

"اگر میں ان سے واقف ہوتا تو.... ان کا تعارف تمہارے سسرال والوں سے کرا دیتا.... اور پھر انہیں بے موت مرنا پڑتا۔"

"تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں۔"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ کہو تو اس جملے کو ریکارڈ کرا کے تمہارے محکمے کو بھجوا دوں۔"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر برا سا منہ بنا کر بولا "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تمہارا انجام بہت دردناک ہو گا۔"

"جانتے ہو نا...." عمران چہک کر بولا "کبھی کبھی میرے مزار پر قوالی کرا دیا کرنا.... میں دوسری دنیا میں بہت بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گا۔"

فیاض حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔

"سوپر فیاض!" عمران نے کچھ دیر بعد بہت سنجیدگی سے پوچھا.... "کیا تمہارے آدمی میری حفاظت کر رہے ہیں۔؟"

"ایک دو نہیں بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش چھپے ہوئے ہیں۔" عمران نے اٹھ کر میز سے اکارڈین اٹھایا اور اُسے گردن میں لٹکاتے ہوئے دستانوں میں ہاتھ ڈال دیئے۔

دوسرے ہی لمحے میں اس کی کرخت آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

فیاض کو پھر غصہ آ گیا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

عمران نے بائیں جانب والی کھڑکی کھولی اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اکارڈین بجاتا رہا۔ کھڑکی کے دروازے دو حصوں میں منقسم تھے۔ اس نے صرف نیچے کے پٹ کھولے تھے۔

دفعتاً اکارڈین خاموش ہو گیا اور اس کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جا ملے۔

عمران کھڑکی بند کر کے فیاض کی طرف مڑا اور اکارڈین کی دھونکنی چلانے لگا۔ لیکن اس بار آواز نہیں نکلی۔ کیونکہ اب دھونکنی میں ایک گول سا سوراخ بھی نظر آ رہا تھا۔

فیاض نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔

"کیوں سوپر فیاض! تمہارے آدمی کہاں ہیں؟" اس نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"تم انہیں پہچان نہیں سکتے۔" فیاض بیزاری سے بولا۔

"خیر.... لیکن اس کے باوجود بھی میرے اکارڈین کی دھونکنی میں سوراخ ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب....؟" فیاض یک بیک چونک پڑا۔

"سوراخ.... میری جان!" عمران نے اکارڈین کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا اور پھر اسے ہلاتے ہوا بولا۔

"سوراخ کرنے والی.... دھونکنی کے اندر موجود ہے.... اگر تمہیں یہ سوراخ پسند ہے تو میں ایسا ہی دوسرا سوراخ تمہارے پیٹ میں کرا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم میرے کپڑے پہن کر اس کھڑکی کے نچلے پٹ کھولنے کی کوشش کرو۔"

"تم محفوظ ہو!" کیپٹن فیاض متحیرانہ انداز میں چیخا۔

"کسی کام چور گدھے کی طرح۔" عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے.... تم جھوٹے ہو۔"

"ٹھہرو...." عمران نے مسکرا کر کہا اور اکارڈین کی دھونکنی پھاڑ ڈالی.... اور اس میں سے سیسے کی ایک گولی نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ آسمان سے نہیں ٹپکی۔"

"لیکن میں نے فائر کی آواز نہیں سنی۔"

"سائیلنسر لگی ہوئی رائفلیں شرلاک ہومز کے زمانے میں عام نہیں تھیں.... لیکن آج کل.... خیر.... سوپر فیاض اب قوالی کا انتظام کرو۔"

"مگر تم بچ کیسے گئے؟"

"گھٹیا قسم کے بلٹ پروف شرلاک ہومز کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔"

"تو تم نے بلٹ پروف پہن رکھے ہیں۔"

"ہاں.... سوپر.... میں اپنی ہونے ولی بیوہ کو بیوی نہیں کرنا چاہتا.... بیوہ.... کو.... بیوی...."

"گولی کدھر سے آئی تھی؟"

"سامنے والی عمارت کی دوسری منزل سے....!"

"میں دیکھتا ہوں...." فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور دیکھو.... عینک بھی لیتے جاؤ.... ممکن ہے ضرورت پیش آئے...."

فیاض عمران کو گھورتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

جب اس کے قدموں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں تو عمران نے میز کی دراز کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے منہ کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔ "خاور ایک موٹر رکشا عمارت کی پشت پر بھیجو.... عمران وہاں سے جانا چاہتا ہے۔"

اس بار اس نے ٹرانسمیٹر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا پھر دوسرے کمرے میں آکر جلدی جلدی ایک بوڑھے آدمی کا میک اپ کیا کپڑے تبدیل کئے.... اور ایک سوٹ کیس اٹھا کر سلیمان کو کچھ ہدایات دیتا ہوا پچھلی راہداری میں آگیا۔

عمارت کے دوسری جانب بھی زینے تھے لیکن استعمال میں بہت کم رہتے تھے کیونکہ دوسری جانب ایک پتلی سی گلی تھی جس میں عموماً گندگی اور غلاظت کے ڈھیر نظر آیا کرتے تھے۔

جیسے ہی وہ گلی میں پہنچا ایک موٹر رکشا سامنے سے آتا ہوا نظر پڑا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے رکوایا۔

" آپ ہی کے لئے کہا گیا ہے جناب؟" رکشے والے نے پوچھا۔

"ہاں....!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

"گرانڈ ہوٹل چلو۔"

"رکشا گلی سے نکل کر سڑک پر فراٹے بھرنے لگا۔ عمران نے کیپٹن فیاض کو دیکھا جو دوسری عمارت کے سامنے کھڑا اوپری منزل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

گرانڈ ہوٹل میں عمران کو کمرہ مل گیا شاید اس کے متعلق بھی پہلے ہی سے طے کر لیا گیا تھا۔ مگر عمران زیادہ دیر تک چین سے نہ بیٹھ سکا کیونکہ جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر نے پے در پے دو تین اشارے ریسیو کئے۔ اور عمران نے اسے جیب سے نکال لیا.... اس میں سے بہت ہی مدہم سی آواز آرہی تھی۔

"ایکس ٹو پلیز.... جولیا اسپیکنگ!"

"ہلو...." عمران نے ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب کر کے کہا۔

"ایکس ٹو...."

"تنویر کے گھر کو آگ لگادی گئی جناب!"

"تنویر کہاں ہے؟"

"دوسری جگہ.... اور وہ لوگ وہاں بند کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اعتراف کرلیا ہے کہ وہ شراب کے نشے میں ایک مکان میں جاگھسے تھے ایک غیر ملکی سفارت خانہ ان میں دلچسپی لے رہا ہے۔"

"مجھے علم ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں کا سفارت خانہ ہو سکتا ہے۔"

"اب کیا حکم ہے جناب۔"

"فی الحال کچھ نہیں۔ مگر ہوشیار رہو۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اپنی حفاظت بھی ضروری ہے۔"

" آپ کی موجودگی میں ہم ہراساں نہیں ہو سکتے.... دیکھئے.... میں دور سے کتنی اچھی طرح آپ سے گفتگو کر سکتی ہوں.... اوہ میرے خدا.... پچھلی رات.... میرے حلق سے آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔"

"اس پر بھی یہ عالم ہے کہ مجھے دیکھ لینے کی خواہش رکھتی ہو.... اگر صورت دیکھ لیتیں تو دم ہی نکل جاتا۔"

"سب کی یہی حالت تھی جناب۔"

"تم سب نالائق ہو! اوور.... اینڈ آل۔" عمران نے گفتگو ختم کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھے ہی کے میک اپ میں باہر جارہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھورے رنگ کی سفید داڑھی تھی اور آنکھوں پر.... تاریک شیشوں کی عینک!

پھر وہ اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ نہ صرف کیپٹن فیاض کی کارگزاریاں دیکھنا چاہتا تھا بلکہ ان لوگوں کی فکر میں بھی تھا جنہوں نے اسے فلیٹ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا تھا۔

پچھلی رات اسے توقع تھی کہ وہ تنویر کے مکان پر الفانسے سے نپٹ سکے گا.... لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ کیونکہ ان لوگوں میں الفانسے نہیں تھا۔

اسے پچھلی ہی رات اس بات کا علم بھی ہوا تھا کہ وہ لوگ ابھی تک انہی کاغذات کے چکر میں ہیں جو تھریسیا نے شاداب نگر کی جعفری منزل سے اڑائے تھے۔

مگر اب ان کاغذات تک ان لوگوں کی رسائی مشکل ہی تھی۔ کیونکہ اب وہ محکمہ خارجہ کی تحویل میں پہنچ چکے تھے۔

وہ عمارت کے قریب ٹیکسی سے اترا جس کی دوسری منزل پر کیپٹن فیاض نے اودھم مچا رکھی تھی۔ اس منزل کا کوئی فلیٹ ایسا نہیں تھا جس کی تلاشی نہ لی گئی ہو۔ لیکن وہاں ایک بھی ایسا آدمی نہ مل سکا جو اپنے پڑوسی کی نظروں میں مشتبہ یا اجنبی ہوتا۔

وہ سالہا سال سے اسی منزل میں رہتے آئے تھے۔

عمران نیچے سڑک پر لوگوں کی چہ میگوئیاں سنتا رہا۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ تلاشی منشیات کی غیر قانونی تجارت کے سلسلے میں ہو رہی ہے شاید فیاض نے یہی کہہ کر تلاشیاں شروع کی تھیں۔

عمران دراصل اسی عمارت کے نیچے ایک اندھے فقیر میں دلچسپی لے رہا تھا.... جو ممکن ہے سرے سے اندھا ہی نہ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ بیکار ہوں۔ ان میں ویرانی اور بے رونقی تھی۔

عمران شاید اس کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا لیکن ایک خاص واقعہ نے اس کی توجہ ادھر منعطف کرادی تھی اندھے کے ایک ہاتھ میں خشک ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں.... مڑے تڑے ردی کاغذوں کا ایک گولا.... اسی طرف سے ایک آدمی گزرا، جس کے ساتھ ایک ننھا سا بڑے بالوں والا کتا بھی تھا۔ کتے نے روٹی کا ٹکڑا اندھے کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اندھا گالیاں بکتا ہوا ناچنے لگا.... اسی حالت میں وہ کتے کے مالک سے ٹکرایا۔ اور اس کے دوسرے ہاتھ میں دبا ہوا کاغذ کا گولا کتے کے مالک کی جیب میں پہنچ گیا۔ کتے کا مالک کتے کو آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ عمران اس کی طرف لپکا.... اور پھر ایک جگہ جب وہ ایک سینما ہاؤس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ میٹنی شو دیکھ کر نکلنے والوں کی بھیڑ میں عمران نے اس کی جیب صاف کر دی.... یعنی کاغذ کا وہ گولا اس طرح نکال لیا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی۔

مگر یہاں اس سے ایک لغزش ہو گئی اگر اس نے کسی یقین کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کیا تھا تو.... ابھی اس گولے کی فکر میں نہ پڑنا چاہیے تھا.... اس نے بے خیالی میں اپنی رفتار ست

ردی۔ جب بھیڑ آگے نکل گئی تو ایک جگہ رک اس گولے کو دیکھنے لگا۔ ساتھ ہی اسے اپنی اس حماقت کا بھی احساس ہوا کہ وہ کتے کے مالک کا تعاقب ترک کر چکا ہے جسے حقیقتاً جاری رہنا چاہئے تھا کیونکہ یہ ردی کاغذات نہیں تھے بلکہ دن بھر کی رپورٹ تھی۔

> ”وہ صبح سے بارہ بجے تک اکارڈین بجاتا رہا۔ بارہ بجے محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس کے فلیٹ میں گیا اسی دوران میں وہ اکارڈین بجاتا ہوا ایک کھڑکی کے سامنے آگیا.... اس پر فائر کیا گیا.... اب کیپٹن فیاض اس عمارت کی تلاشی لے رہا ہے.... جس سے فائر کیا گیا تھا.... فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔“

عمران نے کاغذ جیب میں رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اس آدمی کا تعاقب جاری رکھنا چاہئے تھا۔ وہ پھر اس توقع پر واپس ہوا کہ شاید اندھا فقیر اب بھی وہیں مل جائے۔ اسے اپنی اس ذہنی کمزوری پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا کہ وہ محض ان مڑے تڑے کاغذوں کے چکر میں کیوں پڑ گیا تھا۔ اگر اس شخص پر شبہ ہوا تھا تو اس کا تعاقب جاری رکھنا چاہیئے تھا.... اس طرح ممکن تھا.... کہ وہ ان کے ٹھکانے ہی سے واقف ہو جاتا اور یہ ایک بہت بڑی بات ہوتی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران پھر وہیں جا پہنچا.... جہاں سے کچھ دیر پہلے اس آدمی کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا۔ مگر اب وہ اندھا فقیر کہیں نہ دکھائی دیا۔

فیاض نے اتنی دیر میں ساری عمارت چھان ماری تھی اور اب نیچے فٹ پاتھ پر کھڑا.... لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہا تھا.... اتنے میں اس کی نظر عمران پر پڑی.... ظاہر ہے کہ عمران ایک توانا اور تندرست نوجوان تھا.... فیاض کو اس کے چہرے پر بھوری داڑھی کچھ غیر فطری سی معلوم ہوئی.... اور پھر تاریک شیشوں کی عینک.... اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور قرب و جوار کی دکانیں جگمگا اٹھی تھیں.... لہٰذا تاریک شیشوں کی عینک نے خاص طور پر اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا.... داڑھی کو تو وہ نظر انداز کر سکتا تھا۔ کیونکہ بہتیرے بوڑھے بڑی اچھی صحت رکھتے ہیں۔

عمران نے محسوس کر لیا کہ فیاض اسے بار بار دیکھ رہا ہے.... لہٰذا اس کی رگ شرارت پھڑکنے لگی.... اس نے سوچا کچھ دیر تفریح سہی۔

اس نے اپنا رخ اس عمارت کی طرف کر لیا جس میں اس کا فلیٹ تھا۔ بس پھر تھوڑی ہی دیر بعد فیاض اس کے سر پر سوار تھا۔

"کیا آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" فیاض نے اس سے پوچھا۔

عمران چونک کر اس کی طرف مڑا اور اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا درشت لہجے میں پوچھا "کیوں؟"

عمران کئی طرح کی آوازوں پر قادر تھا۔ کم از کم فیاض کے بس کا روگ تو نہیں تھا کہ وہ اسے اس کی آواز سے پہچان سکتا.... ویسے اسے اس کا درشت لہجہ بہت گراں گزرا اور اس نے اپنے ایک ماتحت کی طرف مڑ کر کہا "انہیں چیک کرو!"

"کیوں جناب! آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" ماتحت نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ فیاض دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"کیوں؟" عمران کے تیور میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا تھا۔

"میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔"

"کیا میں کسی دیوار سے سوال کر رہا ہوں؟" عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

فیاض قریب ہی تھا اور سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں عمران کی طرف مڑا۔

"انہیں بتاؤ...." اس نے ماتحت سے کہا "ان کے اہل و عیال کی خیریت نہیں پوچھی جا رہی.... بلکہ یہ پولیس انکوائری ہے۔"

"آپ انہیں بتا دیجئے!" عمران نے اس کے ماتحت سے کہا۔ "میں بھی ایک ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہوں.... لیکن میں نے ایسی بچگانہ پولیس انکوائری آج تک نہیں دیکھی۔"

فیاض کی آنکھیں سرخ ہو گئیں.... اور اس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "گاڑی میں بٹھاؤ۔"

"چلئے جناب!" ماتحت نے کہا۔

"کہاں چلوں؟"

"کپتان صاحب کا حکم ہے کہ اس گاڑی میں تشریف رکھئے۔"

"چلئے.... چلئے.... شکریہ! مجھے نکسن پارک کے قریب اتار دیجئے گا!"

"ضرور.... ضرور۔" ماتحت نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

عمران محکمہ سراغرسانی کی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گیا۔ فیاض شاید ساری کارروائیاں ختم کر چکا تھا۔ ویسے اسے اس کے بعد عمران کے فلیٹ میں بھی جانا چاہئے تھا لیکن اسے داڑھی والے پر اس شدت سے غصہ آیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔

گاڑی چل پڑی۔ فیاض اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس تھا اور عمران دو تین سادہ لباس والوں کے ساتھ پچھلے حصے میں بیٹھا انہیں اکبر اور بیربل کے لطائف سنا رہا تھا۔

فیاض کا شبہ بڑھتا رہا۔ لیکن اس نے راہ میں کچھ نہیں کہا۔ دفتر کے قریب پہنچ کر اس نے عمران سے پوچھا.... " آپ ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہیں؟"

"نہیں تو...." عمران نے حیرت سے کہا۔ پھر شرمیلے لہجے میں بولا۔ "میں تو سرسوں کے تیل کا بیوپار کرتا ہوں۔"

فیاض نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر خاموش ہی رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماتحتوں کی موجودگی میں بات بڑھے کیونکہ کچھ دیر پہلے بھی یہ آدمی بڑی دیدہ دلیری سے اس کا مذاق اڑا چکا تھا۔

اپنے آفس میں پہنچ کر اس نے ماتحتوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا.... جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو اس نے عمران سے کہا "اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

فوراً ہی تعمیل کی گئی اور فیاض اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔

اس جامہ تلاشی میں وہ کاغذ اس کے ہاتھ لگا جو اندھے فقیر سے عمران تک پہنچا تھا۔ فیاض نے اسے پڑھا اور دانتوں پر دانت جکڑ لئے۔ وہ خونخوار نظروں سے داڑھی والے کو گھور رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے گرج کر پوچھا۔

"جی بات دراصل یہ ہے کہ میں فلموں کے لئے مکالمے بھی لکھا کرتا ہوں.... یہ "دردِ جگر" نامی اسٹوری کے ایک موقعہ کا مکالمہ ہے.... جی ہاں.... "بسمل کی آنکھ" نامی فلم کی اسٹوری میں نے ہی لکھی تھی.... منشی بندے علی ترنم میرا نام ہے.... جی ہاں...."

"اپنی عینک اتارو!" فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیا فائدہ جناب! پھر میں آپ کو دیکھ بھی نہ سکوں گا۔ اجالے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

"فیاض نے اسے گریبان سے پکڑ کر عینک اتار دی.... داڑھی والے نے اس کا خلاف کوئی حرکت نہ کی.... وہ پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھورتا رہا جیسے سچ مچ اندھا ہی ہو۔

"اب میں بالکل بے ضرر ہوں جناب!" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "چاہے مجھے کنوئیں میں دھکیل دیجئے.... خواہ شادی کرا دیجئے۔"

"جسم سے کھال الگ کر دی جائے گی.... سمجھے!"

"عینک کے بغیر کیسے سمجھ میں آئے گا۔" داڑھی والے نے مایوسی سے کہا اور دفعتاً فیاض کا ہاتھ گھوم گیا۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ ہاتھ اس کے جبڑے ہی پر پڑتا سامنے دیوار تھی بہرحال دوسرا گھونسہ اٹھانے کی سکت فیاض میں نہ رہ گئی.... اس نے بائیں ہاتھ سے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجانی چاہی.... لیکن عمران نے آگے بڑھ کر گھنٹی کو دوسری طرف کھسکاتے ہوئے آہستہ

سے کہا "اپنی بے عزتی نہ کروائیے کپتان صاحب!"

اس بار فیاض نے اس کی آواز پہچان لی کیونکہ وہ مصنوعی آواز میں نہیں بولا تھا۔ فیاض اپنا ہاتھ ملتا ہوا اسے برا بھلا کہنے لگا.... پھر آنکھیں نکال کر غرایا۔ "تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے.... میں تمہیں دیکھوں گا۔"

"جناب کپتان صاحب! آپ خواہ مخواہ میرے کام میں حارج ہوئے ہیں۔"

"اس طرح میک اپ کر کے باہر نکلنا جرم ہے۔" فیاض نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

"اور میک اپ کے بغیر مر جانا بڑا نیک کام ہے۔ کیوں کپتان صاحب۔ آپ کے بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش تھے.... پھر بھی مجھ پر گولی چلائی گئی.... آپ اتنی دیر تک جھک مارتے رہے تھے لیکن مجرم پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ پکڑا بھی گیا.... تو.... یہی بے چارہ زندہ شہید....!"

"میں سر سلطان کو مطلع کرنے جا رہا ہوں کہ محکمہ سراغرسانی عمران کی کوئی مدد نہیں کر سکتا.... وہ خود اپنے افعال کا ذمہ دار ہے۔"

"ضرور مطلع کر دو میں نے محکمہ سراغرسانی سے کبھی درخواست نہیں کی کہ میری مدد کی جائے.... کیا تمہیں یاد نہیں.... کہ محکمہ سراغرسانی کتنی بار میری مدد کی محتاج رہ چکا ہے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے میز سے اپنی عینک اٹھاتے ہوئے کہا "لاؤ وہ کاغذ مجھے دے دو۔"

"کاغذ ریکارڈ میں رکھا جائے گا۔"

"بات نہ بڑھاؤ۔" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تم نہیں جانتے کہ اس طرح تم کن معاملات میں حارج ہو رہے ہو۔"

"بات ضرور بڑھے گی کیونکہ تمہاری وجہ سے شہر میں دہشت انگیزی شروع ہو گئی ہے تمہیں بتانا پڑے گا کہ وہ لوگ کون ہیں؟"

"وہ تم بھی ہو سکتے ہو.... کیپٹن فیاض.... کیا تم مجھ سے دشمنی نہیں رکھتے؟"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا "تم رکھو وہ کاغذ مگر اتنے ذہین نہیں ہو کہ محض اس تحریر کے سہارے مجرموں تک پہنچ سکو!" اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا چلا گیا۔

۵

چونکہ سیکرٹ سروس کے سارے آدمی قریب قریب مجرموں کی نظروں میں آ چکے

تھے.... لہٰذا ایکس ٹو کے احکام کے مطابق انہیں اپنی اصل شکل و شباہت کے ساتھ منظر عام پر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اب کیپٹن جعفری کو اپنی شاندار مونچھیں صاف کرنی ہی پڑیں لیکن اسے رہ رہ کر عمران پر غصہ آ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ ایک نئی مصیبت نازل ہو گئی تھی۔

وہ بہت دیر سے ریگسٹن کے چوراہے پر کھڑا سارجنٹ ناشاد کا انتظار کر رہا تھا۔ ان دونوں کو ایکس ٹو کے حکم سے یہ رات کیفے شبانہ میں گزارنی تھی جو ٹھیک عمران کے فلیٹ کے سامنے تھا۔

ناشاد ذرا دیر سے پہنچا۔

اور جعفری اس پر برس پڑا۔

"یار کیا کرتا۔" ناشاد بسور کر بولا۔ "شعر کہنے میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی بچہ جننے میں۔"

"ارے تو تم شعر کہہ رہے تھے؟"

"کہنا پڑتا ہے.... بالکل اسی طرح جیسے کوئی نوالہ حلق میں اٹک جائے.... یا اگل دو.... یا نگل جاؤ.... خدا کی قسم کلیجہ خون ہو رہا ہے اپنا کیا شاندار مشاعرہ چھوٹا ہے.... آج.... طرح پر غزل ہوئی تھی.... خدا سمجھے اس عمران کے بچے نے.... یار سمجھ میں نہیں آتا کہ ایکس ٹو اس پر اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے۔"

"چلتے رہو.... رکو مت.... ہمیں عمران سے کوئی غرض نہیں ہے!" جعفری نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ارے اسی کی بدولت تو ہم جھک مارتے پھر رہے ہیں۔"

"ختم کرو اس قصے کو.... تم میرے سامنے اس کا نام بھی نہ لیا کرو!"

"مجھے اس ٹریجڈی کا علم ہے۔" ناشاد نے مغموم لہجے میں کہا۔

"اوہ.... وہ ٹریجڈی.... تمہیں کیا معلوم.... کہ میں اس وقت نشے میں تھا ورنہ اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ کر دیتا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم نشے ہی میں رہے ہو گے۔ مجھے خود بھی حیرت تھی میرا خیال ہے کہ وہ تمہارا ایک گھونسہ بھی نہیں سہہ سکتا۔ مگر وہ لومڑیوں کی طرح مکار ہے میں نے یہاں تک سنا ہے کہ اس پر پے در پے فائر کرتے چلے جاؤ اور وہ بندروں کی طرح اچھل کود کر خود کو بچا لے جائے گا۔"

"بکواس ہے۔ لوگ خواہ مخواہ رائی کا پربت بنا دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے مجھے بھی اس پر یقین نہیں آتا تھا.... جولیا البتہ اس کے لئے زمین و آسمان کے

قلابے ملایا کرتی ہے۔ دراصل اسی نے سر چڑھایا ہے عمران کو! ورنہ کیا مجال تھی اس کی کہ ہمارے منہ آتا۔"

"ختم بھی کرو یار۔" جعفری نے جھنجھلا کر کہا۔

وہ کیفے شبانہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جعفری نے عمران کی کھڑکی پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور کیفے میں داخل ہو گیا۔ کھڑکی کے شیشے روشن نظر آ رہے تھے۔

"شاید وہ اندر موجود ہے!" ناشاد نے آہستہ سے کہا۔

جعفری کچھ نہ بولا۔ اس نے ایک میز منتخب کر لی تھی جہاں سے وہ باہر بھی نظر رکھ سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں بار بھی ہے۔" ناشاد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہو گی!"... جعفری نے لاپرواہی سے کہا۔ "ڈیوٹی پر میں کبھی نہیں پیتا۔"

"یار! یہ ڈیوٹی ہے؟" ناشاد نے کچھ ایسے انداز میں سوال کیا جیسے اس پر کوئی بہت بڑا ظلم ہوا ہو۔

"میں سوچ رہا ہوں یہ رات کیسے کٹے گی۔" جعفری بولا۔

"کٹ جائے گی..." ناشاد معنی خیز انداز میں مسکرایا... "ابھی میں انتظام کئے لیتا ہوں۔"

کیفے شبانہ رات بھر کھلا رہتا ہے۔ وہ تھا ہی رات کا کیفے... دن بھر بند رہتا تھا اور سر شام کھل جاتا تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا نام بھی تھا۔ یہاں شہر کے مہذب اوباش اکٹھے ہوتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں سوسائٹی گرلز کی عدم موجودگی کیسے ممکن ہو سکتی تھی... وہاں ایسی لڑکیاں کافی تعداد میں آتی تھیں۔

جعفری غالباً ناشاد کی بات سمجھ گیا تھا۔ اس لئے جلدی سے بولا۔ ایسا نہ ہو سکے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ ایکس ٹو ہمیں کچا چبا جائے۔"

"ایکس ٹو پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔" ناشاد برا سا منہ بنا کر بولا۔ "وہ یقیناً کوئی خبیث روح ہے۔ اگر آدمی ہوتا تو اسے لڑکیوں اور شراب سے نفرت نہ ہوتی۔"

"اگر تمہارے یہ الفاظ کسی طرح اس کے کانوں تک پہنچ گئے تو..." جعفری اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"چھوڑو یار..." ناشاد ہاتھ اٹھا کر بولا... "تم نے میرا موڈ چوپٹ کر دیا... میں نے سوچا تھا کہ تمہیں... اپنی تازہ ترین غزل سناؤں گا۔"

"تب تو بہت اچھا ہوا تمہارا موڈ چوپٹ ہو گیا... شاعری میری سمجھ میں بالکل نہیں آتی... اگر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں تو بخار آ جاتا ہے۔"

ناشاد نے بہت بڑا سا منہ بنایا مگر کچھ بولا نہیں۔

"اوہو... یہ تو جولیا معلوم ہوتی ہے۔" دفعتاً جعفری چونک کر بولا "مگر اس کے ساتھ یہ کون ہے؟"

وہ ایک ادھیڑ عمر کی یورپین عورت کی طرف دیکھ رہا تھا جو ایک بھوری ڈاڑھی والے کے ساتھ بیٹھی ہوئی کافی پی رہی تھی۔ داڑھی والے کی آنکھوں پر سیاہ عینک تھی ناشاد نے بھی انہیں دیکھا اور بولا "یہ جولیا ہی ہے... میں اسے پہلے بھی اس میک اپ میں دیکھ چکا ہوں۔ مگر یہ آدمی اپنوں میں سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی بھوری داڑھی میں نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کو پھانس رہی ہو!" جعفری بولا۔

"ممکن ہے... مگر کہیں خود نہ پھنس جائے۔"

"ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔" جعفری بولا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ناشاد نے پوچھا۔ "آخر وہ کاغذات ہیں کہاں؟"...

"جہنم میں..." جعفری برا سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

انہوں نے دیکھا کہ بھوری داڑھی والا دفعتاً اٹھا اور باہر نکل گیا۔ جولیا ان دونوں کی طرف مڑ کر مسکرائی۔ چند لمحے وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کر انہی کی میز پر آ گئی۔

"کون تھا؟" ناشاد نے پوچھا۔

"عمران!"

"کیا!" جعفری حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں! عمران تھا... وہ اس بات پر خفا ہے کہ ہم لوگ اس کے پیچھے کیوں لگ گئے ہیں؟"

"کیا تم نے اسے پہچانا تھا؟"

"نہیں... اسی نے مجھے پہچانا تھا... اور اس بات پر میرا مضحکہ اڑا رہا تھا کہ میں پہچان لی گئی... اس نے تم دونوں کو بھی پہچان لیا تھا۔"

"نہیں!" سارجنٹ ناشاد نے حیرت سے کہا۔

"میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔"

"اب وہ کس چکر میں ہے؟" جعفری نے پوچھا۔

"آج اس پر فائر کیا گیا تھا... اس وقت کیپٹن فیاض بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر کچھ بھی نہیں! حالانکہ کیپٹن فیاض نے اس عمارت کی تلاشی بھی لے ڈالی.... جس سے فائر کیا گیا تھا۔"

"آخر.... یہ فی الحال اس شہر ہی سے کیوں نہیں چلا جاتا--" ناشاد نے کہا۔

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے.... آدمی ہے بھی یا نہیں.... کہہ رہا تھا کہ رات اپنے فلیٹ ہی میں بسر کرے گا اور صبح آٹھ بجے تک سوتا رہے گا۔"

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر جعفری نے پوچھا.... "ایکس ٹو کا کوئی نیا پیغام؟"

"نہیں.... فی الحال کوئی نیا پیغام نہیں ہے۔"

"بڑی مصیبت ہے" ناشاد گردن جھٹک کر بولا "وہ رات بھر چین سے سوئے گا۔ صبح آٹھ بجے اٹھے گا اور ہم رات بھر یہاں بیٹھے جھک مارتے رہیں گے۔"

جولیا کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر اس نے کہا.... "میرے ذہن میں ایک سوال اکثر بری طرح چبھنے لگتا ہے۔"

"کیسا سوال؟" ناشاد بولا۔

"کیا عمران ہی ایکس ٹو ہے؟"

"عمران تو امریکہ کا صدر بھی ہے...." جعفری نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"نہیں سنجیدگی سے سوچو!"

"سنسان جنگلوں کا اندھیرا اکثر گدھے کو بھی شیر بنا کر پیش کر دیتا ہے عمران اور ایکس ٹو ایک احمقانہ خیال ہے.... اس جیسے لا ابالی اور کریک آدمی کو اتنی ذمہ داری کبھی نہیں سونپی جاسکتی۔ وہ بات اور ہے کبھی کبھی سرکاری محکمے اس کا تعاون حاصل کر لیں۔ ایک بار محکمہ سراغرسانی میں اسے ملازمت بھی تو مل چکی ہے۔ مگر وہ کتنے دنوں تک قائم رہی تھی۔ کیا اس نے کوئی کیس بگاڑا تھا.... غیر سنجیدہ آدمی اس قسم کے عہدوں کے قابل سمجھے ہی نہیں جاتے۔"

"ٹھیک ہے...." جولیا سر ہلا کر بولی۔ "مگر پھر یہ ایکس ٹو کون ہے؟"

"ہو گا کوئی؟" جعفری نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اس کے متعلق کبھی نہیں سوچتا۔"

"مگر یہ عمران!" جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایسا نڈر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

"وہ پاگل ہے۔ تمہیں اس پر یقین ہونا چاہئے!" ناشاد بولا "میں اسے صحیح الدماغ نہیں سمجھتا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی آنکھوں سے الجھن جھانک رہی تھی۔

٦

عمران جولیا کی میز سے اس طرح اٹھا تھا جیسے کرسی نے ڈنک مار دیا ہو غالباً اس نے اپنا جملہ بھی ادھورا چھوڑا تھا۔

بات دراصل یہ تھی کہ اسے سڑک پر پھر وہی اندھا فقیر نظر آ گیا تھا۔ جس نے شام کو ایک انوکھے طریقے پر اپنا پیغام کسی کے لئے پہنچانا چاہا تھا عمران نے اسے ٹھیک اپنی کھڑکی کے نیچے کھڑے دیکھا.... غالباً اس نے کسی کو اشارہ بھی کیا تھا.... پھر عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب وہ وہاں سے کھسک جانا چاہتا ہے۔ وہ کیفے شبانہ سے نکل کر فٹ پاتھ پر آ گیا۔ فقیر ایک طرف چل پڑا تھا عمران سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف جانے کی بجائے اسی کنارے پر چلتا رہا۔ فقیر چوراہے پر پہنچ کر سڑک پر مڑ گیا۔ اب یہ تعاقب اس طرح نہیں جاری رہ سکتا تھا مجبوراً عمران کو اس کے پیچھے ہی چلنا پڑا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے اسی وقت تھریسیا تک رسائی ہو جائے۔ اندھا آنکھ والوں کی طرح چلتا رہا۔ فٹ پاتھ پر خاصی بھیڑ تھی لیکن وہ کسی سے ٹکرائے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بدوضع سی لکڑی تھی۔

عمران اس سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر چل رہا تھا۔ سلمان روڈ سے وہ جعفری اسٹریٹ میں مڑ گیا.... یہاں بھیڑ کم تھی.... اور ٹریفک کا شور نہ ہونے کی بناء پر فضا پرسکون تھی روشنی بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں تھی عمران اس کی لکڑی کی "کھٹ کھٹ" سنتا رہا.... جعفری اسٹریٹ سے نکل کر اس کا رخ بندرگاہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف ہو گیا.... یہاں اکا دکا راہ گیر نظر آ رہے تھے۔

وہ چند لمحے کے لئے رکا اور اس طرح سر اٹھایا جیسے اونٹ اپنی تھوتھنی اٹھا کر ہوا میں موسم کی تبدیلی کے اثرات سونگھتا ہے۔ عمران ایک لیمپ پوسٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے فقیر کو پنجوں کے بل اوپر اٹھتے دیکھا اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ وہ ایک مکان کی کھڑکی میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنی اور فقیر کو پھر قدم بڑھاتے دیکھا۔

وہ بندرگاہ والی سڑک پر چل رہا تھا۔

عمران پھر تعاقب شروع کرنے ہی والا تھا کہ اس نے اس مکان کا دروازہ کھلتے دیکھا۔

جس کی کھڑکی میں اندھا فقیر جھانک رہا تھا۔

دو آدمی باہر آئے جن کے جسموں پر لمبے لمبے کوٹ تھے۔ اور کالر کانوں تک اٹھے ہوئے

تھے۔

وہ لوگ بھی اندھے کے پیچھے چل پڑے... لکڑی کی "کھٹ کھٹ" سناٹے میں گونج رہی تھی.... اندھے کی تیز رفتاری پر عمران کو حیرت ہونے لگی۔

وہ بھی ان کے پیچھے چلتا رہا... وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ اندھا اسے پھانسنے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ ممکن ہے اس نے اسے پہچان لیا ہو اور اپنے ساتھ لگا کر کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتا ہو جہاں اس کی دانست میں عمران اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔

اس سڑک پر اس وقت شاید یہی چار آدمی چل رہے تھے... کسی پانچویں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

یہ ایک لمبی دوڑ ثابت ہوئی۔ بندر گاہ تک پیدل ہی آنا پڑا... اندھا یہاں ایک گھٹیا سے شراب خانے میں جا گھسا... اس کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی داخل ہوئے۔ عمران باہر ہی رہ گیا-- وہ سوچ رہا تھا کہ اندر جائے یا نہ جائے۔

اس شراب خانے کا مالک ہالینڈ کا باشندہ تھا۔ یہاں زیادہ تر غیر ملکی جہاز رانوں کی بھیڑ رہتی تھی اسے قمار خانہ بھی کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ یہاں کئی طرح کا جوا ہوتا تھا۔ ہندسوں کے دائرے میں سوئی گھومتی اور ہندسوں پر داؤ لگائے جاتے۔ پانسے پھینکے جاتے اور خراب عورتوں کی مختلف بے حیائیوں پر شرطیں لگتیں۔

عمران تھوڑی دیر تک باہر کھڑا رہا۔ وہ حالات کا اندازہ کرنا چاہتا تھا لیکن جلد ہی اس کے اس خیال کی تردید ہو گئی کہ اندھے کو تعاقب کا علم تھا۔ اگر اسے علم ہوتا تو اب تک عمران کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی ہو چکی ہوتی۔ یہ علاقہ بھی ایسا ہی تھا کہ یہاں دن دہاڑے لوگ لٹ جاتے تھے۔

عمران نے اپنی داڑھی میں تھوڑی سی بے ترتیبی پیدا کی، بال بکھرائے اور کوٹ کے کالر کھڑے کرتا ہوا شراب خانے میں داخل ہو گیا۔

وہ شراب نہیں پیتا تھا لیکن وہاں جا کر اس نے بیئر کا ایک جگ طلب کیا اور اسے سامنے رکھے بیٹھا سگریٹ پیتا رہا اندھا اور اس کے دونوں ساتھی قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی مگر وہ کچھ اتنی آہستگی سے بول رہے تھے کہ مفہوم سمجھنا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد اندھے کی میز کے گرد پانچ آدمی نظر آنے لگے۔

عمران کچھ ایسے انداز میں بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔ البتہ وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔ بیئر کا جگ.... جوں کا توں اس کے سامنے رکھا رہا۔ یہاں کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ سب اپنی اپنی دھن میں مست تھے۔

دفعتاً عمران کو سنبھل کر بیٹھ جانا پڑا... ایک ایسا ہی آدمی شراب خانے میں داخل ہوا تھا۔ اس نے اسے اندھے کی میز کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ دفتر خارجہ کا ایک کلرک تھا۔

عمران اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کے لئے فوراً ایک کرسی خالی کر دی گئی۔ ایک آدمی اٹھ گیا تھا۔ اندھے نے ہنس کر اس کی خیریت دریافت کی اور اس انداز میں گفتگو کرتا رہا جیسے وہ کوئی اس کا بزرگ ہو۔ کلرک کا رویہ نیاز مندانہ تھا۔

اب گفتگو ذرا کچھ اونچی آواز میں ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ کلرک تھوڑا سا بہرہ بھی تھا۔

"میں تمہارا مستقبل سنوار سکتا ہوں۔" اندھا اس سے کہہ رہا تھا۔ اگلے سات سال تک تم اپنے محکمے کی طرف سے سمندر پار بھیجے جاؤ گے اور تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ کل رات میں نے یہ بات تمہاری جنم کنڈلی سے معلوم کی ہے۔ مگر جس نے بھی جنم کنڈلی کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اسے انگریزی نہیں آتی... خیر لیکن یہ بتاؤ میرا کام بھی ہوا ہے یا نہیں....؟ میں صرف اپنے علم کی سچائی پرکھنا چاہتا ہوں ورنہ ظاہر ہے.... مجھے تمہارے محکمے یا اس کی چیزوں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس سوٹ کیس کا چمڑا ایک ایسے جانور کا ہے جو مریخ ستارے کے زیرِ اثر سمجھا جاتا ہے مریخ تم سمجھتے ہونا.... ایک خونی ستارہ ایک قاہر دیوتا.... تم زہرہ اور مریخ دونوں کے زیر اثر ہو۔ اگر مریخ کو اس زمانے میں کوئی نقصان پہنچا سکو.... تو تمہیں زہرہ سے فائدہ پہنچے گا۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ کلرک کے ہونٹ ہلے اور اس نے کہا" جی ہاں ایک سوٹ کیس میری نظر سے گزر چکا ہے اس پر ٹی بی لکھا اور حرف "بی" پر چھوٹا سا تین کا ہندسہ تھا۔

"اگر اس سوٹ کیس پر تمہاری نظر پڑ چکی ہے تو تم یقیناً ترقی کرو گے۔ میری یہ بات پتھر کی لکیر ہے۔ وہ شاید اب بھی وہیں ہو۔ جہاں تم نے اسے دیکھا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی تک اسی کی وجہ سے ترقی نہ کر سکے اور اسی کی وجہ سے ترقی کرو گے۔ چیزوں کی نقل و حرکت سے مقامات بدلتے رہتے ہیں جب وہ ایک خاص مقام پر پہنچے گا تو تم حیرت انگیز طور پر اوپر اٹھو گے۔"

"میں یہ نہیں جانتا کہ وہ اب کہاں ہے؟"

"خیر جب ترقی کرو تو یہی سمجھنا کہ اب وہ کسی مناسب مقام پر پہنچ گیا ہے جس سے تمہارے ستاروں کو بھی مناسبت ہو گی۔"

عمران بیٹھا دانت پیستا رہا۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ اس سوٹ کیس تک ان کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے مگر سوٹ کیس کی بات کیوں؟ ضروری نہیں کہ وہ کاغذات ہمیشہ سوٹ کیس ہی میں رکھے رہیں.... کسی دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں.... پھر کیا اس سوٹ کیس کی بھی کوئی

اہمیت ہے۔ کلرک کے لئے کوئی شراب منگوائی گئی.... وہ پہلے تو نہیں نہیں کرتا رہا پھر اس انداز میں پینے لگا جیسے کسی مقدس آدمی کے ہاتھوں کوئی تبرک نصیب ہوا ہو اور وہ شراب اسے دی بھی گئی ہو۔ اسی انداز میں گلاس لبریز ہو جانے پر اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا کلرک نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور بار بار اپنے چہرے سے پسینہ پونچھنے لگا۔ عمران اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سردی کافی تھی، اس کے باوجود بھی اس کے چہرے پر بڑی بڑی بوندیں پھوٹ رہی تھیں۔

وہ تھوڑی دیر تک سیدھا بیٹھا رہا۔ پھر کرسی کی پشت سے ٹک کر آنکھیں بند کرلیں۔

”کیوں؟“ اندھے نے پوچھا۔ ”کیا تم نے پہلی بار شراب پی ہے؟“

”نہیں.... جناب! اکثر پیتا ہوں مم.... مگر....“ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”پتہ نہیں کیوں! طبیعت کچھ خراب سی ہوتی معلوم ہو رہی ہے۔“

”اوہ! تمہیں گھر بھجوا دیا جائے کیا؟“

”جی ہاں! میں کچھ یہی محسوس کر رہا ہوں کہ تنہا گھر نہیں پہنچ سکوں گا.... پتہ نہیں! کیا ہو گیا ہے۔“

”خیر! اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے۔“ اندھے نے کہا۔ پھر ایک آدمی سے بولا۔ ”انہیں ان کے گھر پہنچا دو!“

اب وہ اندھا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں ویرانی بھی باقی نہیں رہی تھی۔

عمران نے کلرک کو جاتے دیکھا اور اندھے کے ساتھیوں میں سے ایک کے سہارے چل رہا تھا۔ اس وقت عمران الجھن میں پڑ گیا کہ وہ ان دونوں کے پیچھے جائے یا وہیں بیٹھے۔ یقیناً اس شراب میں کچھ ملایا گیا تھا اور اسی وقت جب اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ ان دونوں پر نظر رکھی جاتی۔ دوسری طرف اسے توقع تھی کہ اگر اس نے اندھے کا تعاقب جاری رکھا تو ممکن ہے کہ تھریسیا کے ٹھکانے کا پتہ لگ جائے اسے دراصل تھریسیا اور الفانسے ہی پر ہاتھ ڈالنا تھا۔ اس نے کلرک کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا۔ کہ اس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ کلرک کی جگہ اپنے کسی آدمی کو محکمہ خارجہ کے دفتر تک پہنچانا۔

اس وقت کی گفتگو نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ انہیں کاغذ کے متعلق صحیح اطلاعات مل چکی ہیں۔ یعنی وہ اب محکمہ خارجہ کی تحویل میں ہیں مگر پھر تنویر کے گھر پر ان لوگوں نے جولیا سے کیوں پوچھ گچھ کی تھی اور اس کے اس بیان کو باور کیوں کر لیا تھا کہ وہ بھی انہیں کی طرح غیر قانونی حرکتیں کرنے والے ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہے.... وہ اس پر غور کرتا رہا اور پھر اس نتیجے پر پہنچا.... ممکن ہے وہ اسے محض ایک مصدقہ خبر سمجھے ہوں کہ کاغذات محکمہ خارجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ کلرک سے اندھے نے جو گفتگو کی تھی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا۔ مگر اس غیر مصدقہ خبر کی تصدیق ہو گئی تھی۔

وہ غالباً بہت پہلے سے اس کلرک کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے ڈھب پر لے آنے کے لئے وہی پرانی چال چلی گئی تھی.... یعنی نجوم.... اسی کے سہارے تھریسیا نے بھی ان کاغذات تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔

”کیا یہ اندھا ہی الفانسے ہے؟“

یک بیک عمران نے خود سے سوال کیا۔ لیکن اسے اس کا فیصلہ کرنے کی مہلت نہیں ملی۔ کیونکہ اندھا اپنی کرسی سے اٹھ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی بدستور بیٹھے رہے۔

اس کے بعد ہی عمران شراب خانے سے نکلا.... احتیاطاً اس نے مڑ کر دیکھا کہ کہیں اس کا کوئی ساتھی تو اس کے پیچھے نہیں آرہا۔ وہ اب بھی اس شبہے میں مبتلا تھا کہ اندھا اس کی موجودگی سے واقف ہے اور اسے دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن عمران کو اس کا کوئی ساتھی شراب خانے کے باہر نہیں نظر آیا۔ وہ سب اندر ہی رہ گئے تھے۔

عمران چلتا رہا۔ اندھا اب ساحل کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں بار برداری اور ماہی گیری کی کشتیاں رہا کرتی تھیں۔

یہاں دور دور تک سناٹا تھا۔ پورا گھاٹ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

دفعتاً عمران نے تاروں کی مدھم روشنی میں اندھے کو رکتے دیکھا۔

عمران بڑی تیزی سے بیٹھ گیا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ اندھا اس کی طرف مڑ رہا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ اب اسے اس کا علم ہو گیا ہو کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ عمران کا اندازہ صحیح نکلا۔ اندھا برق کی سی سرعت سے اس کی طرف جھپٹا تھا۔ مگر اس کی لکڑی زمین پر پڑی۔ ویسے اگر عمران کے سر پر پڑی ہوتی تو وہ قیامت تک زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا۔ لکڑی کے زمین پر پڑنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی وہ یہی بتاتی تھی۔

وہ یقیناً کسی دھات کی وزنی سی چھڑی تھی۔ عمران مقابلے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے کسی ویرانے کے اندھیرے میں دو خونخوار چیتے لڑ پڑے ہوں۔

”تھڈ تھڈ“ اندھے کی چھڑی زمین سے لگ لگ کر آوازیں پیدا کرتی رہی۔ عمران خود کو بچا رہا تھا۔ اسے ابھی تک جوابی حملے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک بار چھڑی اس کے ہاتھ میں آہی گئی۔ وہ کوشش کرنے لگا کہ اسے اندھے کے ہاتھ سے نکال لے.... وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

لیکن اندھے نے اس کا موقع نہیں دیا کہ وہ اسے اس پر استعمال کر سکتا۔

چھڑی زمین پر گر گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے اندھا بلاشبہ بہت طاقت ور تھا۔ عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی فولاد کے مجسمے سے بھڑ گیا ہو۔

وہ دونوں خاموشی سے لڑ رہے تھے۔ تاروں کی مدھم سی روشنی میں وہ عجیب لگ رہے تھے۔ تھوڑی دور ساحل سے لہریں ٹکرا ٹکرا کر ہلکی ہلکی سی آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ کشتیاں یہاں سے کافی فاصلے پر تھیں۔ ورنہ ادھر ہی سے کچھ نہ کچھ لوگ دوڑ پڑتے۔

اندھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور عمران اس پر چھا گیا اس نے اسے اپنے بازوؤں میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ اس کا سر اس کی داہنی بغل کے نیچے ٹک گیا۔ پھر وہ اس کا سر زمین سے لگا دینے کی کوشش کرنے لگا۔ اندھا جھکتا جا رہا تھا۔ لیکن شاید یہ بھلاوا ہی تھا۔ کیونکہ یک بیک وہ بڑے زور سے تڑپا اور عمران کی گرفت سے نکل کر پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر جا گرا--!

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی۔ لیکن وہ سائے کی طرح اس کے نیچے سے نکل گیا۔ عمران زمین پر گرا۔ اندھا ساحل کی طرف دوڑ رہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے اٹھ کر اس کی طرف بھاگا لیکن ابھی وہ دور ہی تھا کہ اس نے کسی وزنی چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سنی۔

اندھے نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ عمران کنارے تک آیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے پانی میں دیکھتا رہا.... لیکن کچھ سجھائی نہ دیا.... لہریں سست روی سے ساحل کو چھوتی رہیں۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس ہو رہا تھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور وہ چیز زمین پر گری۔ عمران نے اسے جھک کر اٹھا لیا۔ یہ اندھے کی چھڑی تھی جس کا وزن کم از کم دس سیر ضرور رہا ہوگا۔ وہ کسی دھات ہی کی تھی، جو غالباً ایک پتھر سے ٹکی ہوئی پڑی تھی اور عمران اس سے ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے بچا تھا۔

ے

دوسرے دن عمران نے وزارت خارجہ کے دفتر میں اس کلرک کو چیک کیا جو پچھلی رات شراب خانے سے لے جایا گیا تھا لیکن وہ آج دفتر ہی نہیں آیا تھا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی تین دن کی درخواست آئی تھی جس سے میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی منسلک تھا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے اپنی سکیم بدل دی۔ غالباً یہ اسی ٹکراؤ کا نتیجہ تھا اگر اندھا آگے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو گیا ہوتا تو اس وقت اس کلرک کی بجائے یہاں ان کا کوئی آدمی ضرور ہوتا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ اندھا غرق نہیں ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرتا ہوا کشتیوں کی طرف نکل گیا ہو۔

عمران کافی دیر تک اس کے متعلق غور کرتا رہا۔ پھر اس ہوٹل کی طرف چل پڑا جہاں جولیا فٹز واٹر کا قیام تھا۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

”کیوں کیا ہوا؟“ جولیا طنزیہ انداز میں مسکرائی۔ ” آخر بھاگنا پڑا ہماری ہی طرف، تمہاری زندگی.... اس وقت ریوالور کی نال پر رکھی ہوئی ہے۔“

”یہ سب کچھ اسی اُلو ایکس ٹو کی بدولت ہوا۔ اس وقت میرے ذہن کا حال یہ ہے کہ مجھے اپنی خالہ کا نام یاد نہیں آ رہا۔“

جولیا ہنسنے لگی پھر بولی ”ایکس ٹو اُلو نہیں ہے.... ذہنی طور پر اسے آدمی کی بجائے دیوتا سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ تم جیسے اوٹ پٹانگ آدمی سے بھی کام لے لیتا ہے۔“

”سنو! میری بات سنو! بتاؤ وہ کاغذات کہاں ہیں؟“

”میں نہیں جانتی۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا ”اگر تم نے کاغذات کا نام بھی لیا تو فنا کر دیئے جاؤ گے۔ اس صورت میں ایکس ٹو ذرہ برابر بھی مروت نہیں برتے گا۔“

”مجھے کاغذات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ صرف تھریسیا کا وہ سوٹ کیس چاہیئے جس میں کاغذات تھے.... کیا تم اسے واپس لا سکتی ہو--؟“

”کیوں سوٹ کیس کیوں؟“

”اس میں انڈے رکھ کر مرغی بٹھاؤں گا۔“

”میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ اس کا علم ایکس ٹو ہی کو ہوگا۔“

”تم میرا پیغام ایکس ٹو تک پہنچا دو۔ مجھے صرف سوٹ کیس چاہیئے۔ ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔“

”جب تک تم مقصد نہ بتاؤ گے پیغام نہیں پہنچایا جا سکتا۔“

”مقصد.... اچھا جانے دو.... جس طرح میں نے وہ سوٹ کیس تھریسیا سے چھینا تھا اسی طرح اسے دوبارہ بھی حاصل کر سکتا ہوں۔“

”اگر زندہ بچے تو۔“

”ہاں.... تب تو شادی بھی ہوگی میری۔“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”تم اپنی جان بچانے کی کوشش کرو.... سوٹ کیس اور کاغذات کا چکر چھوڑ دو!“

”میں اپنی شادی کرنا چاہتا ہوں....“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ انداز بچگانہ تھا۔

"خواہ مخواہ دماغ نہ چاٹو۔"

"میں ٹین کے ڈبوں کی شہزادی کے سوئمبر میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔"

"یہ کون ہے؟"

"شہر کے ایک آئرن پرنس کی لڑکی.... جو یقیناً ٹین کے ڈبوں کی شہزادی کہلاتی ہو گی.... اس کے تین سوال ہیں جو پورے کردے اس سے شادی ہو جائے گی۔ پہلا سوال ہے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں؟ دوسرا سوال یہ کہ چاند میں جو بوڑھیا چرخہ کات رہی ہے اس کے نواسے کا کیا نام ہے؟.... اور تیسرا سوال چمڑے کے سوٹ کیس میں شتر مرغ کے انڈوں کا جوڑا لاؤ۔"

"کیا تم دوپہر کا کھانا کھا چکے ہو؟" جولیا نے پوچھا۔

"دوپہر کا کھانا کسے کہتے ہیں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"اور شاید تم پچھلی رات سوئے بھی نہیں!"

"ہاں!.... میں بھوکا ہوں اور رات سویا بھی نہیں۔ پھر کیا تم مجھے کھانا کھلاؤ گی.... کھلا کر دیکھو.... سیدھی جہنم میں جاؤ گی۔ اپنی چھت کے نیچے مجھے سونے دو۔ چھت سے شعلے اٹھیں گے۔"

"اچھا تم یہیں بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔" جولیا نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے نکلتے ہی دروازہ بند ہوا اور جب تک عمران دروازے تک پہنچا، قفل میں کنجی گھوم چکی تھی۔ عمران ہکا بکا رہ گیا۔ جولیا باہر سے کہہ رہی تھی "چپ چاپ سو جاؤ.... یہی تمہارے لئے بہتر ہے.... غل غپاڑہ مچاؤ گے تو مصیبت میں پڑو گے۔"

عمران کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنتا رہا۔

وہ سوچ رہا تھا اور اسے خود ہی اپنی حالت پر ہنسی آرہی تھی۔ یعنی وہ ایکس ٹو تھا جس سے اس کے ماتحتوں کی روح فنا ہوتی تھی.... اور اس وقت انہیں میں سے ایک ننھی سی چوہیا اسے دھمکیاں دے کر کمرے میں بند کر گئی تھی اس وقت وہ عمران تھا اور بھلا عمران کو وہ کب خاطر میں لا سکتی تھی۔

عمران لاکھ دلیر سہی.... ذہین سہی.... لیکن بحیثیت عمران ایک حقیر سی چیونٹی پر بھی رعب نہیں ڈال سکتا تھا۔

وہ اس وقت یہاں محض اس لئے آیا تھا کہ کچھ دیر جولیا سے اُوٹ پٹانگ باتیں کرے گا۔ اوٹ پٹانگ باتوں کے دوران ہی میں وہ اکثر اپنے لیے نئی نئی راہیں کھول لیتا تھا۔ اور اس کی ذہنی تھکن بھی دور ہو جاتی تھی۔ اس لئے اوٹ پٹانگ بکواس اس کے لئے ضروری تھی۔ اس نے کچھ اسی طور پر اپنی ذہنی تربیت کی تھی۔

دفعتاً اس کے جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے احتیاطاً غسل خانے کی راہ لی۔ ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس سے مدھم سی آواز آرہی تھی.... "ہیلو.... ہیلو.... ایکس ٹو.... ایکس ٹو...." یہ آواز جولیانا فٹز واٹر کی تھی۔

عمران کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا۔

"ایکس ٹو اسپیکنگ...."

"دیکھئے میں.... میں نے اسے اپنے کمرے میں بند کر دیا ہے.... میرا خیال ہے کہ یہی بہتر ہے.... ہم اس کے پیچھے مارے مارے پھرنے سے بھی بچیں گے اور وہ بھی محفوظ رہے گا۔"

"تمہاری ذہانت اب سر کے بل کھڑی ہونے کی کوشش کر رہی ہے--!"

"میں نہیں سمجھی...."

"کیا وہ میرا فرزند ہے کہ میں اسے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں.... عقل کے ناخن لو...."

"پھر میں سمجھی.... تھی...."

"تم کچھ بھی نہیں سمجھی تھیں۔" عمران نے تلخ لہجہ میں کہا.... "میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس پر نظر رکھو۔ اس طرح کہ اس کی حفاظت بھی ہوتی رہے اور وہ کام بھی کرتا رہے۔ ظاہر ہے کہ کام ہی کے سلسلے میں مجھے اس سے دلچسپی ہو سکتی ہے.... ورنہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ اسے لفٹ دی جائے.... اور دوسری بات.... اسے اچھی طرح ذہن نشین کرا دو کہ اس عورت اور اس مرد کا نام بھی ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ پورا شہر ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"شہر کیوں ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا؟"

"ان کے نام پر جرائم کی بھرمار ہو جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے جرم بھی انہیں کے نام سے ہونے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ چھوٹے موٹے جرم نہیں کرتے۔"

"لیکن اس پر مستقل طور پر نظر رکھنا بہت مشکل کام ہے جناب! کبھی کبھی وہ چھلاوے کی طرح نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔"

"تمہیں شرم آئی چاہئے اپنی ناکارگی پر.... گویا وہ کوئی جن ہے۔ کہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے.... دیکھو.... اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ ورنہ ایک ایک سے جواب طلب کروں گا۔ اسے جانے دو جہاں وہ جانا چاہتا ہو.... تمہارے دو آدمیوں کو ہر وقت اس کے ساتھ رہنا چاہئے۔"

"بہت بہتر جناب۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اسے چمڑے کا وہ سوٹ کیس چاہئے۔ غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔"

"ہاں! میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔ خبردار! اسے اس کی ہوا بھی نہ لگنے پائے۔۔۔۔ اس سے گفتگو کرتے وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔۔۔ اور کچھ کہنا ہے تمہیں؟"

"جی نہیں!"

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔ غسل خانے سے باہر آکر وہ جولیا کے بستر پر جوتوں سمیت دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اونگھتا رہا ہو پھر اس نے بڑی لاپرواہی سے کروٹ بدلی۔

"ارے تم بستر خراب کررہے ہو میرا۔" جولیا نے جھنجھلا کر کہا۔

" بھاگ جاؤ!۔۔۔۔ ورنہ میں چوکیدار کو بلاتا ہوں۔" عمران نے اس طرح کہا جیسے نیند میں بڑبڑایا ہو۔

"اٹھو۔۔۔۔ نکلو یہاں سے۔"

"بجلی بجھا کر تم بھی سو جاؤ۔۔۔۔ باہر بارش ہو رہی ہے۔"

"میں پانی کی بالٹی الٹ دوں گی تم پر۔ ورنہ اٹھ بیٹھو شرافت سے۔"

"کہیں چین نہیں ہے۔" عمران کراہ کر اٹھ بیٹھا۔

"بس اب چپ چاپ چلے جاؤ یہاں سے۔"

"کیوں۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو تم بہت ہمدردی سے پیش آئی تھیں۔" عمران مضمحل آواز میں بولا۔

"اب جاؤ بھی۔۔۔۔ میرا اور اپنا وقت نہ برباد کرو۔"

"مجھے تمہاری اس بات پر غصہ آگیا ہے اور اسی غصے میں تمہیں ڈیڑھ درجن بچوں کی بشارت دیتا ہوں۔ خدا تمہارا انجام بخیر کرے۔"

عمران اٹھا۔ چند لمحے مضحکانہ انداز میں جولیا کو گھورتا رہا۔ اور پھر! کمرے سے نکل گیا۔

۸

محکمہ خارجہ کا وہ کلرک جس نے بندرگاہ کے ایک شراب خانے میں اندھے اور اس کے ساتھیوں کو چمڑے کے سوٹ کیس کے متعلق بتایا تھا جیفرسن سٹریٹ کے ایک معمولی سے مکان میں رہتا تھا۔ یہ ایک دیسی عیسائی تھا اور اس کا نام تھا جیکب مسیح۔۔۔۔ عمران کافی غور و خوض کے بعد اس کے گھر پہنچا۔۔۔۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ گھر پہنچا بھی ہے یا نہیں۔

جیکب کی بیوی نے اسے بتایا کہ وہ کل بہت رات گئے اپنے ایک دوست کے ساتھ گھر واپس آیا تھا۔ اس وقت سے اب تک اس نے ہوش کی کوئی بات نہیں کی۔ پچھلی رات تک تو وہ یہی سمجھتی رہی تھی کہ جیکب بہت زیادہ پی گیا ہے۔ لیکن جب آج صبح بھی اس نے ہوشمندی کا ثبوت نہیں دیا تو اسے ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑا۔ مگر ڈاکٹر یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد اچھا ہو جائے گا یا دیر لگے گی۔

ان حالات میں عمران اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکتا تھا کہ مجرموں نے جیکب کو ذہنی طور پر مفلوج کر دینے کی کوشش کی تھی۔

"میں دراصل جیکب کے دوستوں میں سے ہوں۔ آج ایک کام سے ان کے پاس آیا تھا۔" اس نے مسز جیکب سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "جیکب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے ایک باکمال آدمی سے ملائے گا جو ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر مستقبل کا حالات بتاتا ہے۔"

"یہ بہت بڑا چکر ہے مسٹر۔" عورت نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ہو سکتا ہے جیکب کی ذہنی بیماری اسی تشویش کا نتیجہ ہو۔ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ کی لکیریں دیکھتا رہتا تھا۔ آپ اس سے بچئے۔ جیکب نے ان دنوں ایک ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے لیکن اگر جاننا ہی چاہتے ہیں تو گریٹا سے ملئے۔ وہی اسے اس آدمی کے پاس لے گئی تھی--!"

یہاں عورت کا لہجہ تنفر آمیز ہو گیا اور چند لمحے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے رہی اور پھر بولی۔ "کل رات بھی شاید۔۔۔۔ وہ گریٹا ہی کے ساتھ تھا۔"

"کیا آپ مجھے گریٹا کا پتہ بتا سکیں گی؟"

"لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ اس تک آپ کی رسائی ہو سکے۔ وہ سفید چمڑی کی عورت ہے اور آپ کالے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ جیکب سے اس کی دوستی کس طرح ہوئی تھی؟"

"آپ پتہ بتا دیجئے۔۔۔ میں مل لوں گا۔۔۔۔ کیا وہ کوئی یورپین ہے؟"

"نہیں یوریشین سمجھئے۔"

"تب تو کوئی بات نہیں میں مل لوں گا۔"

اس نے اپنی نوٹ بک پر پتہ نوٹ کیا اور پھر بولا۔ "جس دوست کے ساتھ جیکب پچھلی رات کو آیا تھا کیا آپ اسے پہلے سے جانتی ہیں؟"

"نہیں!۔۔۔۔ پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔۔ کیوں؟ آپ اس طرح کے سوالات کیوں کر رہے ہیں؟"

عورت کی آنکھوں سے شبہ جھانکنے لگا۔

”ایک بہت ہی اہم بات ہے۔ جیکب سے میری دوستی بہت ہی پرانی ہے۔ میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور ہوگا۔ اب میں ان لوگوں کی تلاش میں ہوں جو بھولے بھالے نوجوانوں کو پھانس کر خراب عورتوں کے پاس پہنچاتے ہیں یہ گریٹا بھی غالباً انہیں لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔“

”“نہیں۔ جیکب تو کہہ رہا تھا کہ وہ ایک معزز عورت ہے.... اس کے آفس میں کسی کام سے آئی تھی.... وہیں ان کی ملاقات ہوئی تھی--!“

”پھر آپ نے ان کا تذکرہ اتنے برے لہجے میں کیوں کیا تھا؟“

”اوہ.... وہ کچھ نہیں....“ عورت کچھ شرمندہ سی نظر آنے لگی--!

”کیا.... اس لئے کہ آپ جیکب کو دوسری عورتوں کے ساتھ نہیں دیکھ سکتیں؟“

”کچھ نہیں یہ قصہ ختم کیجئے.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں جیکب کے لئے کیا کروں.... ڈاکٹر کی گفتگو سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مرض کو سمجھ ہی نہیں سکا۔“

”آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھایئے.... اچھا اب میں اجازت چاہوں گا ویسے اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں بھی اسے دیکھ لوں۔ کیا وہ بالکل ہوش میں نہیں ہے۔؟“

”اعتراض کیوں ہونے لگا.... آیئے!“

وہ اسے ایک کمرے میں لائی۔ جیکب پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ ان کی آہٹ پر نہ تو وہ چونکا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھنے ہی کی کوشش کی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جیکب ڈیئر.... یہ دیکھو تمہارے دوست آئے ہیں!“.... عورت نے اسے آواز دی۔

مگر ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

اس کے ہونٹ پہلے ہی کی طرح ہلتے رہے.... اور آنکھیں چھت سے لگی رہیں۔

”یہ حال ہے....“ عورت مغموم لہجے میں بولی....”دیکھا آپ نے!“

”ہاں.... دیکھئے کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھایئے! یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے۔“ وہ کچھ دیر تک اسی قسم کی گفتگو کرتا رہا۔ پھر وہاں سے نکل آیا۔

اب اسے گریٹا کی فکر تھی اور یہ فکر اسی لئے اور زیادہ بڑھ گئی تھی کہ پتہ اسی علاقہ کا تھا۔ جہاں سے پچھلی رات دو آدمی اندھے کے ساتھ ہوئے تھے۔

اس کا شبہ درست نکلا۔ گریٹا غالباً اسی عمات میں رہتی تھی۔ جس سے دو آدمی نکل کر اندھے کے پیچھے گئے تھے۔ عمران اب ان لوگوں سے بھڑ ہی جانا چاہتا تھا۔ جتنی جلدی وہ تھریسیا اور الفانسے کو قانون کے حوالے کر سکتا.... اتنا ہی اچھا تھا۔

وہ اس عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہا تھا.... لیکن وہ اس وقت ایسی حالت میں نہیں تھا کہ کسی سے مل سکتا۔ وہ پھر واپس ہوا۔ کچھ دیر بعد اس گیراج کے سامنے پہنچا جہاں اس کی کار رہا کرتی تھی گیراج کھول کر اندر آیا۔

اور اس کا دروازہ بند کر کے ٹوسیٹر کی ڈکے اٹھائی۔ اندر ایک سوٹ کیس موجود تھا۔ جسے اس نے بڑی احتیاط سے باہر نکال لیا۔

اور پھر آدھ گھنٹہ بعد جب وہ باہر نکلا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے جو کچھ دیر پہلے گیراج میں داخل ہوا تھا۔ آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا.... اس لئے عمران بے جھجک نکلا چلا گیا۔

اس نے اپنی قیام گاہ سے دور یہ گیراج لے رکھا تھا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اس نے اپنے ہوٹل کو فون کیا کہ وہ دو دن کے لئے باہر جا رہا ہے اور آئندہ ہفتے کا کرایہ وہ بذریعہ ٹی-ایم-او روانہ کر دے گا!

اب وہ پھر گریٹا کی قیام گاہ کی طرف جا رہا تھا اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بھی یوریشین نہیں ہے۔ اس بار مرحلہ ذرا سخت تھا۔ ایسے دنوں میں جبکہ وہ لوگ ایک مہم میں الجھے ہوئے تھے کسی اجنبی سے ملنا ملانا ان کے لئے یقیناً غیر معمولی ہی حیثیت کا حامل ہو سکتا تھا۔ اور پھر وہ لوگ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے تھے جس کی سربراہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی جسے الفانسے کی حمایت حاصل تھی۔ وہ الفانسے جو یورپ کے جرائم پیشہ لوگوں میں انتہائی زیرک سمجھا جاتا تھا۔

عمران اس کے مکان سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا جہاں گریٹا نام کی کوئی عورت رہتی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اپنی اسکیم کا ذہنی جائزہ لیا اور عمارت کی طرف چل پڑا گریٹا اندر موجود تھی۔ ملازم نے مسٹر لیڈن رائٹ کا وزیٹنگ کارڈ اندر پہنچا دیا اور پھر آ کر اطلاع دی کہ ملاقات ہو سکے گی۔

عمران کو ایک پر تکلف ڈرائینگ روم میں پہنچا دیا گیا۔ اور کچھ دیر بعد ایک بڑی حسین عورت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اگر عمران خود کو قابو میں نہ رکھتا تو اس کی آنکھیں حیرت سے ضرور پھیل گئی ہوتیں۔ کیونکہ یہ خود تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے کبھی

عمران نے اسے سنہرے بالوں میں دیکھا تھا اور اب اس کے بال گہرے سیاہ تھے.... وہ میک اپ میں نہیں تھی.... اور شاید میک اپ کے بغیر ہی گریٹا کی حیثیت سے لوگوں میں متعارف تھی۔ عمران اس کی اس جسارت پر عش عش کر رہا تھا۔

"مجھے مسز جیکب مسیح نے بھیجا ہے۔" عمران نے کہا۔

تھریسیا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اور عمران سوچ رہا تھا۔ کاش اس مکان میں داخل ہونے سے پہلے اس کا علم ہو جاتا کہ گریٹا کے روپ میں تھریسیا ہی ملے گی۔

"مسز جیکب مسیح!" تھریسیا نے پیشانی پر شکنیں ڈال کر آہستہ سے دہرایا.... "اس نام سے کان آشنا تو معلوم ہوتے ہیں کیا آپ وضاحت کر سکیں گے؟" وہ اسے برابر گھورے جا رہی تھی۔

عمران پھر سوچنے لگا۔ کاش اس کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں کی عینک ہوتی۔ اگر تھریسیا نے پہچان لیا تو یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

"وضاحت...." وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وضاحت کس طرح کروں۔ میں ان دونوں کا دوست ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ سے ان لوگوں کے تعلقات کس قسم کے ہیں۔ بہر حال پچھلی رات سے جیکب مسیح کی ذہنی حالت بگڑی ہوئی ہے آپ نے شاید اسے کسی نجومی سے ملایا تھا.... مسز جیکب مسیح کا بیان ہے...."

"باس!" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر مسکرائی.... "میں سمجھ گئی...."

پھر اس نے اس انداز میں چاروں طرف دیکھا جیسے آس پاس کسی کی موجودگی پسند نہ کرتی ہو۔ چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی.... "کیا تمہیں علم تھا.... کہ میں ہی گریٹا ہوں۔"

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ تھریسیا نے اسے آنکھوں سے پہچان لیا۔

آخر تھریسیا ہی ٹھہری.... وہ عورت جو سارے یورپ کی پولیس کو انگلیوں پر نچاتی رہی تھی۔

"بس اسی جگہ دھوکا کھا گیا۔" عمران مسکرایا.... "میں سمجھا تھا کہ گریٹا تمہاری کوئی کارپرداز ہو گی.... ورنہ تاریک شیشوں کی عینک اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔"

"اور تم خائف نہیں ہو؟...." تھریسیا نے حیرت سے پوچھا

"مجھے آج تک خائف ہونے کی فرصت ہی نہیں ملی۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں فتور ہے۔"

"یہی سمجھ لو!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "چلو! یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ کہ تم سے ملاقات ہو گئی.... میں تم سے اکارڈین کی قیمت وصول کروں گا..... جس کی دھونکنی میں تمہارے ایک آدمی کی حماقت سے سوراخ ہو گیا تھا۔"

"تم بہت چالاک ہو.... ہر وقت بلٹ پروف پہنے رہتے ہو۔" تھریسیا مسکرائی۔

"لیکن اس وقت میرے جسم پر بلٹ پروف نہیں ہیں۔" عمران نے قمیض کے بٹن کھول کر سینہ دکھاتے ہوئے کہا۔ تھریسیا اور زیادہ متحیر نظر آنے لگی۔

چند لمحے سکتے کی سی حالت میں کھڑی رہی۔ پھر آہستہ سے بولی "جاؤ یہاں سے چلے جاؤ!"

"کیوں؟"

"بس یونہی.... جاؤ.... ورنہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے گا۔"

"ہرگز نہیں.... مجھے بتاؤ! وہ سونے کی مہر کہاں ہے جس کا تذکرہ ان کاغذات میں ہے.... لیکن.... تمہارے سوٹ کیس میں کوئی ایسی مہر نہیں ملی۔!"

"کیا تم سچ مچ مرنا چاہتے ہو؟"

"اور دوسرا مطالبہ یہ ہے!" عمران نے اس کی بات پر دھیان دیے بغیر کہا "جیکب مسیح ایک غریب آدمی ہے۔ اس کی بیوی اس کا علاج نہیں کرا سکتی۔ لہٰذا اسے ایک معقول رقم ملنی چاہئے۔"

"رقم مل جائیگی...." تھریسیا نے کہا.... "تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"مجھے وہ مہر بھی چاہئے.... اس کے بغیر ان کاغذات کی کوئی قیمت نہیں ہے۔"

تھریسیا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر یک بیک خاموش ہو گئی اس کی پیشانی پر کچھ لکیریں ابھریں۔ چند لمحے قائم رہیں اور پھر وہ پہلے ہی کی طرح لاپروا اور ہشاش بشاش نظر آنے لگی۔

"اس مہر کے بغیر ان کاغذات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔"

"اسی لئے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"تم تھریسیا سے واقف ہو.... اس کے باوجود بھی اتنے مطمئن نظر آ رہے ہو.... کیوں....؟ کیا اس عمارت کو پولیس گھیرے میں لے چکی ہے؟"

"میرے ساتھ سڑک تک چلو.... سب کچھ خود دیکھ لو گی.... مگر ابھی تم مجھے یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ کیوں دے رہیں تھیں؟"

"بس یونہی.... مگر اب یہ ناممکن ہے...." تھریسیا نے اپنے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "اگر عمارت پولیس کے گھیرے میں ہے تو تم بھی بچ کر نہیں نکل سکو گے۔"

"تم اپنے سارے آدمیوں کو یہاں اس کمرے میں بلالو۔ میں انہیں چھ ماہ تک پولیس کا گھیرا توڑنے کی ٹریننگ دوں گا اور اس دوران میں ہم دونوں رمبا ناچتے رہیں گے۔"

"یہ بغیر آواز کا پستول ہے.... پہلے تم ختم ہو جاؤ گے اس کے بعد ہم نہایت اطمینان سے پولیس کا گھیرا توڑلیں گے۔"

"شروع ہو جاؤ...." عمران نے لاپروائی سے کہا اور تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

"فائر کرو...." عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ اس وقت میرے جسم پر بلٹ پروف نہیں ہیں تم دیکھ چکی ہو۔"

تھریسیا کا پستول والا ہاتھ رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے اسے اظہار خیال کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔

"چلو.... میں ان کارتوسوں کی قیمت دینے پر بھی تیار ہوں جو تم مجھ پر ضائع کرو گی۔"

تھریسیا اسے گھورتی رہی۔

پھر اس نے سوئچ بورڈ سے لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا "میں کہہ رہا ہوں نا کہ مجھ پر فائر کرو.... پھر آدمیوں کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔" تھریسیا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسی حالت میں ایک دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ عمران کی طرف مڑی۔

"تم مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا۔" اس نے کہا۔

"بس اب.... میں تمہیں گولی مار دوں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا.... "تم صبح سے اب تک پندرہویں عورت ہو جس نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔"

"عورتیں تمہاری طرف بے تحاشہ جھکتی ہوں گی.... مجھے یقین ہے۔"

"میرے دیس کی عورتوں کو سیدھے کھڑے ہونے کا بھی سلیقہ نہیں ہے وہ جھکیں گی کیا.... ان فضول باتوں کو چھوڑو! مجھے وہ مہر چاہیے۔"

"مجھے ان کاغذات کی ضرورت ہے۔" تھریسیا مسکرائی۔

"اچھی بات ہے...." عمران اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا بولا۔ "میں جا رہا ہوں۔"

"یوں نہیں جا سکتے۔" دفعتاً کمرے کے باہر سے قدموں کی آواز آئی اور تھریسیا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"عینک لگاؤ.... جلدی!"

عمران نے جیب سے عینک نکال کر لگالی۔

لیکن وہ تھریسیا کے اس رویہ پر حیرت زدہ ضرور تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک ایسا آدمی کمرے میں داخل ہوا جسے عمران ہزاروں میں بھی پہچان لیتا۔ یہ وہی اندھا تھا جس سے پچھلی رات اس کا ٹکراؤ ہو گیا تھا لیکن اس وقت اس کی آنکھیں اندھوں کی سی نہیں معلوم ہو رہی تھیں۔ عمران کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکا اور تھریسیا کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا مادام کہ اس وقت آپ کو.... باہر جانا تھا....؟"

"باہر کی کیا پوزیشن ہے؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا مادام!"

"میرا خیال ہے کہ عمارت اس وقت پولیس کے نرغے میں ہے۔"

"یہ خیال کیوں پیدا ہوا مادام....؟"

"تو ہم سے جواب طلب کرتا ہے...." تھریسیا نے پروقار مگر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مادام! توقف کیجئے میں ابھی آپ کو صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔"

اس نے کہا اور اس طرح چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا کہ تھریسیا کی طرف اس کی پشت نہیں ہوئی۔

"کل تک تم میری زندگی کی خواہاں تھیں۔ مگر آج کیا ہو گیا۔ بمبل بی آف بوہیمیا۔" عمران نے پوچھا۔

"میں تمہیں مردہ نہیں دیکھنا چاہتی.... یہ الفانسے کی خواہش ہے۔"

"کیا وہ آدمی الفانسے ہی تھا۔؟"

"نہیں۔ الفانسے یہاں نہیں ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"یہ سب کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے؟"

"صبر کروں گا۔" عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ "ویسے تم کیوں مجھے مردہ نہیں دیکھنا چاہتیں؟"

"میں تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہوں۔" تھریسیا نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہو! اور الفانسے چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے.... ابھی تک تو میں یہی سنتا آیا تھا کہ اپنے

گروہ کی سر براہ تم ہو!"

"کیا.... تم تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی ہسٹری سے واقف نہیں ہو؟"

"صرف اس حد تک واقف ہوں کہ تھریسیا نام نہیں بلکہ لقب ہے جو مختلف اوقات میں مختلف عورتیں اختیار کرتی رہی ہیں۔"

"اور الفانسے...." تھریسیا نے پوچھا۔

"الفانسے کے متعلق مجھے کچھ نہیں معلوم۔"....

"الفانسے بھی لقب ہی ہے جو مختلف ادوار میں مختلف مرد اختیار کرتے رہے ہیں۔ پہلے الفانسے تھریسیا کے خادم ہوتے تھے مگر اب وہ ہر کام تھریسیا کی مرضی سے نہیں کرتا۔ تھریسیا اس کام کی اجازت دینے پر بھی مجبور ہوتی ہے جس کے لئے خود اس کا دل نہ چاہے۔ بہر حال یہ پرانی رسم اب بھی جاری ہے کہ سارے کام تھریسیا ہی کی مرضی سے کئے جائیں۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندھا کمرے میں داخل ہوا۔

"حالات غیر معمولی نہیں مادام.... یہ غلط ہے کہ عمارت کے گرد پولیس کا حصار ہے.... کوئی ایسا آدمی بھی نظر نہیں آیا جس کے متعلق کسی قسم کا شبہ کیا جاسکے۔"

وہ عمران کی طرف کنکھیوں سے دیکھتا رہا تھا۔

دفعتاً عمران نے اسے چونکتے دیکھا اور اب اس کی نظریں عمران کے ہاتھوں پر تھیں۔

"مادام!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "گستاخی ضرور ہے۔ مگر کیا میں آپ کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں؟" اس نے سر کی جنبش سے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

"مسٹر رائٹ.... آپ یہاں لاوارث یوریشین بچوں کے لئے ایک پرورش گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

"مالی امداد....؟" اندھے نے سوال کیا۔

"ہاں.... انہیں مالی امداد کی ضرورت ہے۔"

"کیا یہ پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں؟" اندھے نے پوچھا۔

وہ اب بھی عمران کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور عمران اپنے ہاتھوں کی چھوٹی انگلیوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا.... یہ چھوٹی انگلیاں معمول سے زیادہ بڑی تھیں اور وہ ان کی وجہ سے بڑی آسانی سے پہچانا جاسکتا تھا۔

اندھے کے اس سوال پر تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

بہر حال اس نے جلدی ہی سے کہا.... "ہاں یہ پہلی بار آئے ہیں۔"

"تب میں ان سے درخواست کروں گا.... کہ یہ ذرا اپنی عینک اتار دیں۔"

"کیا مذاق ہے!" عمران غرایا۔

"یہ درخواست ہے جناب!" اندھے نے زہریلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ریوالور بھی نکال لیا۔

"یہ کیا ہے.... سسیرو؟".... تھریسیا ان کے درمیان میں آتی ہوئی بولی۔

"یہ عمران ہے مادام.... آپ ہٹ جائیے۔"

"تمہیں عمران کا خبط ہو گیا ہے۔"

اس دوران میں عمران نے بھی جیب سے ریوالور نکال کر کہا "ہاں میں عمران ہوں.... تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

تھریسیا جھلا کر اس کی طرف مڑی اور برا سا منہ بناتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئی۔

عمران نے عینک اتار کر جیب میں ڈال لی تھی اس وقت اسے صحیح الدماغ نہیں کہا جا سکتا تھا۔

ان کے ریوالور ایک دوسرے کی طرف اٹھے ہوئے تھے.... اور دونوں ماہر لڑاکوں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے.... دفعتاً سسیرو نے فائر کر دیا.... لیکن گولی نے سامنے کی دیوار کا پلاسٹر اُدھیڑ دیا۔

پھر سسیرو نے بھی جوابی فائر سے بچنے کے لئے پوزیشن تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی کہ عمران کے ریوالور سے نکلنے والے شعلے نے اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال دیا۔

اس کے منہ سے ایک ہلکی سی کراہ نکلی۔ اور عمران نے دوسرے دروازے سے چھلانگ لگا دی۔ کیونکہ وہ کئی قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

"وہ گیا ادھر...." راہداری سے اس نے سسیرو کی دھاڑ سنی اور دوڑتا رہا۔ عمارت بڑی تھی اور اس میں مختلف سمتوں میں متعدد راہداریاں تھیں۔ وہ دراصل اس چکر میں تھا کہ باہر پہنچ کر کسی طرح ان لوگوں کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر دے۔ لیکن.... سسیرو.... جونیا کھلاڑی نہیں معلوم ہوتا تھا اسے اس کی مہلت نہ دے سکا باہر کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ لیکن اب وہ لوگ شاید فائر نہیں کرنا چاہتے تھے ان کی کوشش تھی کہ کسی طرح عمران کو پکڑ لیں۔ وہ عمارت کے ایک ایسے حصے میں تھا جہاں سے فائر کی آوازیں باہر پہنچ سکتی تھیں۔

مگر وہ اسے کیا کرتا کہ خود اس کا ریوالور اس بھاگ دوڑ میں ہاتھ سے نکل چکا تھا.... ورنہ وہ فائر کر کے ہی باہر والوں کو متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔

وہ نادانستگی میں یہاں آپھنسا تھا۔ اور پھر اپنی خطرناک پوزیشن کا احساس ہو جانے کے بعد

سے برابر کوشش کرتا رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل جائے۔ وہ شاید سسیرو کے آنے سے پہلے ہی نکل گیا ہوتا۔ لیکن تھریسیا کے رویے نے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اگر خود اسی نے اس کو نکل جانے کا مشورہ نہ دیا ہوتا تو عمران وہاں رکنے والا نہیں تھا۔ کسی نہ کسی تدبیر سے باہر آکر ان کی گرفتاری کی فکر کرتا۔

یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ تھریسیا اس پر یکایک اتنی مہربان کیوں ہوگئی ہے۔

وہ کوئی جنس زدہ آدمی نہیں تھا کہ تھریسیا کے اظہارِ عشق کو حقیقت سمجھ لیتا۔ اس کی دانست میں وہ کوئی گہری چال چل رہی تھی۔

انہوں نے ایک بڑے کمرے میں عمران کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ تعداد میں آٹھ تھے اور پوری طرح مسلح.... ان میں پانچ دیسی تھے اور تین چار غیر ملکی.... وہ سب یکبارگی عمران پر ٹوٹ پڑے۔

ایک دروازے میں تھریسیا بھی ساکت وصامت کھڑی تھی۔ البتہ سسیرو ان میں نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ ممکن ہے وہ اس وقت اس کی ڈریسنگ کے چکر میں رہا ہو۔

عمران نے دو کے سر ٹکرائے اور تیسرے کے پیٹ پر گھٹنا مارتا ہوا ان کے نرغے سے نکل گیا۔ یہ جدوجہد تقریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی لیکن اس دوران میں نہ تو عمران ان کے ہاتھ آسکا اور نہ اس کمرے سے باہر ہی نکل سکا۔

اسے حیرت تھی کہ آخر تھریسیا نے اپنا بغیر آواز والا پستول کیوں نہیں استعمال کیا۔ ساتھ ہی اس نے سوچا کہ اب تھوڑی دیر کے لئے ہاتھوں اور پیروں کو آرام بھی دینا چاہئے۔ یہاں سے نکلنے کی توقع تو ختم ہو چکی تھی۔ وہ لڑتے لڑتے چکرا کر گرا اور اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے غشی طاری ہو گئی ہو۔

”ٹھہرو....“ اس نے تھریسیا کی سریلی آواز سنی۔ ”اسے یہیں پڑا رہنے دو.... اور سسیرو کی مدد کرو۔ وہ زخمی ہے!“

عمران نے چند لمحوں کے بعد جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں.... کچھ دیر آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ پھر کسی قدر پلکیں اٹھائیں۔ تھریسیا اب بھی وہیں کھڑی تھی۔

”میں جانتی ہوں.... تم ہوش میں ہو....“ اس نے آہستہ سے کہا ”تمہیں صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا۔“

عمران نے پڑے ہی پڑے مسکرا کر ایک طویل انگڑائی لی اور بولا ”مجھے صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا.... پھر میں کیسے ہوش میں ہوں۔“

”چپ چاپ آنکھیں بند کئے پڑے رہو۔ اب تمہارا یہاں سے نکلنا دشوار ہی ہے۔ اگر پہلے میرے مشورے پر عمل کیا ہوتا۔“

ٹھیک اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ کمرے میں کوئی آیا۔ عمران نے سسیرو کی آواز پہچانی جو کہہ رہا تھا، ”اوہ! یہ اس طرح آزاد پڑا ہوا ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔“ تھریسیا بولی۔ ”بلکہ اس پر تشدد کر کے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔“

”جو آپ مناسب سمجھیں!“ سسیرو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ”میرا خیال ہے کہ پچھلی رات اسی سے میری لڑائی ہوئی تھی۔“

”ہو سکتا ہے....“ تھریسیا بولی۔

پھر چند لمحے بعد عمران نے کمرے کے دروازے بند ہونے کی آوازیں سنیں.... اب وہ بالکل تنہا رہ گیا تھا۔

۹

تنویر اور ناشاد اسی وقت سے عمران کا تعاقب کر رہے تھے جب وہ جولیا نافٹز واٹر کے ہوٹل سے نکلا تھا۔ وہ اس وقت بھی اس گیراج کے قریب ہی تھے جب عمران اندر یوریشین کا میک اپ کر رہا تھا۔ وہاں سے وہ اس کے پیچھے لگے ہوئے اس عمارت تک آئے تھے اور اب تقریباً دو گھنٹے سے اس کی برآمدگی کے منتظر تھے۔

”تنویر“ ناشاد اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ”کیوں نہ کسی موقع پر اسے زہر دے دیا جائے۔“

تنویر کچھ نہ بولا۔ ناشاد کہتا رہا۔ ”پچھلی رات اسی کی بدولت اٹھاون اشعار کی ایک غزل برباد ہوگئی۔ مشاعرے میں شرکت نہ کر سکا اور اب اس وقت درد سے سر پھٹا جا رہا ہے۔ بیس گھنٹے ہوگئے جاگتے ہوئے۔“

”مجھے اس آدمی پر کبھی کبھی پیار بھی آتا ہے۔“ تنویر بولا۔

”ارے تم اسے آدمی کہتے ہو.... وہ آدمی ہے؟“

”آدمی ہی نہیں بلکہ پیارا آدمی جس میں ہر قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ نڈر بے باک کھلنڈرا۔“

”اگر تم لڑکی ہوتے تو میں خودکشی کر لیتا۔“ ناشاد سر ہلا کر بولا۔

اتنے میں انہیں وہ سفید فام غیر ملکی نظر آئے جو اسی عمارت سے نکل رہے تھے تنویر نے

ناشاد کا ہاتھ دبایا اور آہستہ سے بولا "کچھ گڑبڑ ہی معلوم ہوتی ہے۔"

"پھر کیا کیا جائے.... دو گھنٹے تو ہو گئے۔"

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت کے مکینوں کے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی جال میں پھنس گیا ہو۔ کیونکہ وہ آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگانے کا عادی ہے۔"

"اچھا--!" ناشاد نے ایک طویل سانس لی "تم معلومات حاصل کرو.... میں یہیں ہوں۔"

ناشاد وہیں کھڑا گزرتی ہوئی کاروں، ٹرکوں اور بسوں کے نمبر نوٹ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد تنویر واپس آگیا۔

"یہاں گریٹا نامی ایک یوریشین طوائف رہتی ہے۔" اس نے کہا

"پتہ نہیں.... یوریشین طوائفوں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے!" ناشاد نے ٹھنڈی سانس لی اور اس طرح منہ چلانے لگا۔ جیسے سچ مچ کسی چیز کا ذائقہ محسوس کر رہا ہو!

"وہ اس لئے اندر نہ گیا ہوگا کہ وہاں کوئی طوائف رہتی ہے۔" تنویر نے تشویش کن لہجے میں کہا۔

"بلکہ وہ طوائف کی ماں کے چکر میں ہوگا۔" ناشاد نے برا سا منہ بنایا۔

تنویر کچھ نہ بولا۔ وہ متفکر سا نظر آنے لگا تھا۔

"دیکھو!" اس نے کچھ دیر بعد کہا "میں اندر جا رہا ہوں۔ میرے خیال سے ایک انشورنس ایجنٹ تعارف حاصل کئے بغیر بھی مل سکتا ہے۔"

"اوہ.... چھوڑو.... طوائف ہی تو ہے اتنے بہانوں کی کیا ضرورت ہے۔ ڈنکے کی چوٹ پر اندر جاؤ۔"

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ سوسائٹی گرلز کا شمار پیشہ ور طوائفوں میں نہیں ہوتا۔"

"تنویر، ناشاد کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کی راہداری میں کھڑا گھنٹی کا بٹن دبا رہا تھا۔

تین منٹ تک کوئی جواب نہ ملنے پر تنویر آگے بڑھتا چلا گیا اس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

وہ چلتا رہا۔ پھر اس نے ایک ایک کر کے سارے کمرے دیکھنے شروع کر دیئے۔ لیکن کہیں بھی کوئی آدمی دکھائی نہیں دیا۔

وہ پھر الٹے پاؤں واپس ہوا اور راہداری سے ناشاد کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔ دونوں ہی بوکھلائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے پھر رہے تھے۔ عمارت میں ایک بھی متنفس نظر نہ

آیا۔ اکثر کمروں میں سامان اس طرح بکھرا ہوا نظر آرہا تھا جیسے جلدی میں کچھ چیزیں نکال لی گئی ہوں۔ حالات کچھ ایسے ہی تھے جن کی بناء پر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ کچھ لوگ بہت جلدی میں وہاں سے رخصت ہوئے ہیں۔ پھر وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچے جہاں انہیں فرش پر تھوڑا سا خون نظر آیا۔ یہ نشست کا کمرہ تھا۔

"اوہو!" ناشاد حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا "تنویر! کافی سنجیدگی سے کوئی کھیل ہوا ہے.... وہ دیکھو!"

اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا جہاں کا پلاسٹر ادھڑ گیا تھا اور پھر انہوں نے ریوالور کی گولی بھی نکال لی!

"میرے خدا...." تنویر نے ایک لمبی سانس لی اور بولا "ایکس ٹو کھا جائے گا ہمیں!"

پھر وہ احمقوں کی طرح پوری عمارت میں چکراتے پھر رہے تھے آخر وہ عقبی دروازے تک پہنچے جو کھلا ہوا تھا۔ باہر ایک کشادہ اور صاف ستھری گلی تھی۔ غالباً وہ لوگ اسی طرف سے فرار ہوئے تھے۔ پوچھ گچھ کرنے پر اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

سامنے ہی والے مکان کے ایک آدمی نے بتایا کہ آدھ گھنٹہ پہلے ایک اسٹیشن ویگن میں گریٹا کسی مریض کو ہسپتال لے گئی ہے۔ مریض غالباً بخار کی تیزی کی وجہ سے بے ہوش تھا۔

"گیا ہاتھ سے!" تنویر مغموم لہجے میں بولا "یہ انجام تو ظاہر ہی تھا۔ ایک نہ ایک دن اس کے علاوہ اور کیا ہوتا۔ وہ کریک تھا ناشاد! میں اس کے لئے مغموم ہوں۔"

"اور میں تو ناشاد ہی ہوں۔ بہاری عمر دنیا کے لئے تم اس سے زیادہ کریک معلوم ہوتے ہو۔"

انہوں نے اسی عمارت کے فون پر پولیس کو اطلاع دی کہ وہاں ایک واردات ہو گئی ہے.... اور پھر چپ چاپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

١٠

عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اس نے کوشش کی کہ کمرے کا کوئی دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔ مگر ممکن نہ ہوا۔ روشندان بھی کافی بلندی پر تھے اور ان کی چوڑائی بھی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ انہیں میں سے کسی کو راہ فرار بنانے کے امکانات پر غور کرتا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سنتھیلک گیس کی بو محسوس کی اور سمجھ گیا کہ وہ اسے یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں۔

تھریسیا کی تجویز وہ پہلے ہی سن چکا تھا یعنی کاغذات کے حصول کے لئے وہ اسے زندہ رکھنا

چاہتی تھی۔

ذرا ہی سی دیر میں اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

پھر بے ہوشی اور ہوش میں آنے کے درمیانی وقفے کا احساس اسے نہ ہو سکا۔

آنکھ کھلی تو ایسا معلوم ہوا جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو۔

لیکن وہ خوشبو دماغ چکرا دینے والی تھی۔

اور پیشانی پر گویا انگارے رکھے ہوئے تھے۔

وہ اچھل پڑا۔ تھریسیا الگ ہٹ گئی.... اس کے ہونٹ عمران کی پیشانی پر تھے۔

عمران برا سا منہ بناتے ہوئے اس طرح اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا جیسے وہاں بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"بڑے شریر ہو تم...." تھریسیا نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا۔

"کک.... کیا.... مم.... طلب....؟" عمران ہکلایا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا کروں...."

"کان پکڑ کر گھر سے نکال دو.... میں اسی لائق ہوں۔" عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"تم جیسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

"تم مجھے آدمی سمجھتی ہو؟" عمران نے مغموم آواز میں کہا.... "تمہارا بہت بہت شکریہ!"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ملک والے تمہاری قدر نہیں کرتے.... میں تمہارے متعلق ساری معلومات فراہم کر چکی ہوں.... تم پولیس کے لئے کام کرتے رہتے ہو.... لیکن اس کے باوجود بھی محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ تمہیں پھانس لینے کی تاک میں رہا کرتا ہے۔"

"کنفیوشس نے کہا تھا۔ جب لوگ خواہ مخواہ تمہاری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیں تو تم آئس کریم کھانا شروع کر دو۔"

"تم ان پر لعنت بھیج دو۔"

"بھیج دی!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ دنیا کی ایک بہت بڑی عورت تھریسیا تمہیں چاہتی ہے۔"

"چاہتی ہے؟" عمران نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے ڈر کے مارے اس کا دم نکل گیا ہو۔

"کیا.... تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کسی قسم کی چال چل رہی ہوں؟"

"میں نے اب تک تمہیں چلتے نہیں دیکھا.... سنا ہے اگر خوب صورت عورت کی چال بھی حسین ہو تو سرپٹک معمہ نمبر ۱۱۳ کا اول انعام مبلغ ایک لاکھ روپیہ چار لاکھ خوش نصیبوں میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔"

"عمران ڈیئر....! سنجیدگی سے....! یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے میں محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے بغیر میری زندگی محال ہو جائے گی۔"

"ارے باپ رے...." عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ "کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"تم ڈرتے کیوں ہو۔ تھریسیا نہ تمہیں دھوکا دے سکتی ہے اور نہ تمہارے لئے خطرناک ہو سکتی۔"

وہ تو ٹھیک ہے.... مگر میرے والد صاحب!"

"ہاں میں جانتی ہوں-- وہ محکمہ سراغرسانی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اور تمہاری نالائقیوں کی بنا پر تم سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن ایسی صورت میں وہ مجھے ڈھونڈ کر قتل کر دیں گے۔"

"کیسی صورت میں؟"

"اگر مجھے بھی تم سے محبت ہو جائے.... تم نہیں سمجھ سکتیں۔" عمران نے زور دینے والی آواز میں کہا "یہ ایک خاندانی ٹریجڈی ہے۔ میرے دادا صاحب کو کسی سے عشق ہو گیا تھا اس نے ان کا دل توڑ دیا۔ انہوں نے اپنی داڑھی صاف کرا دی مونچھیں صاف کرا دیں.... اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رہنے لگے۔ جب ان کی محبوبہ نے کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو انہوں نے اپنے سر کے بال بھی صاف کرا دیئے۔ حتیٰ کہ بھنویں تک مونڈ ڈالیں اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رویا کرتے.... پھر انہوں نے ایک دن بہت بڑی قسم کھائی تھی۔ ایسی قسم جس نے آئندہ نسلوں کا کیریئر بھی برباد کر دیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میری اولاد میں سے کسی نے بھی عشق کیا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔ پھر میرے باپ عشق کرنے کی ہمت نہیں کر سکے اور میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے مجھے دھمکانا شروع کر دیا تھا۔ اب بھی اکثر فون پر مجھے دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان ہر قسم کے تعلقات ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر تم نے کبھی کسی سے عشق کرنا چاہا تو ہر جگہ پہنچ کر تمہیں جان سے مار دوں گا۔ اب تم خود سوچو یہ کیسے ممکن ہے!"

"بے تکی بکواس کر کے وقت برباد نہ کرو!" تھریسیا مسکرائی۔ "تم مجھے اپنے مصنوعی پاگل پن کے جال میں نہیں پھنسا سکتے!"

"تم خود ہو گی پاگل!" عمران بگڑ گیا "صاف صاف کیوں نہیں کہتیں کہ تمہیں کاغذات کی ضرورت ہے.... اور اب تم یہ حربہ استعمال کر رہی ہو۔"

"شش...!" تھریسیا برا سا منہ بنا کر بولی۔ "سسیرو تشدد کا ماہر ہے۔ نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے۔ میں نہ جانے کتنوں کو اس کی گرفت میں بلبلاتے دیکھ چکی ہوں۔ تمہاری کیا حقیقت ہے؟"

"اچھا! اَپنے اس سسیرو سے کہو کہ مجھ پر تشدد کرے!"

"دیکھو میں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ اب کاغذات میں مجھے دلچسپی نہیں رہ گئی.... میں تو تمہیں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"اس کے لئے تمہیں میرے ماں باپ سے گفت و شنید کرنی پڑے گی۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ "تم ان کا تحریری اجازت نامہ لاؤ، میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔"

"اچھا...." تھریسیا دانت پیس کر بولی.... "میں تمہیں دیکھ لوں گی۔"

"اور جو کچھ بھی نظر آئے.... اُس کے انجام سے مجھے بھی آگاہ کر دینا.... میرا پتہ ہے...."

تھریسیا اس کی پوری بات سننے کے لئے وہاں نہیں ٹھہری! عمران اس کے قدموں کی آواز سنتا رہا۔

اسے حیرت ہوئی کہ کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کمرہ غالباً خواب گاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ عمران اس وقت ایک آرام دہ بستر پر موجود تھا۔ مسہری بڑی شاندار تھی۔ اس کے علاوہ کمرے کے دوسرے ساز و سامان سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خواب گاہ ہی ہو سکتی ہے۔ عمران مسہری سے اچھل کر فرش پر آیا.... جوتے پہنے اور کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں کمرے میں آگرا۔

اس کی نظر راہداری میں بکھرے ہوئے تاروں پر نہیں پڑی تھی ان تاروں میں کرنٹ موجود تھا۔ شاید تھریسیا نے یہاں سے نکلنے کے بعد سوئچ آن کر دیا تھا۔

۱۱

اسی رات کو براہ راست سر سلطان کی طرف سے جولیانا فٹز واٹر کو اطلاع ملی کہ وہ کاغذات محکمہ خارجہ کے سیف بکس سے غائب ہو گئے۔

جولیا اور اس کے ساتھی ٹرانسمیٹر کے ذریعہ ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا.... سر سلطان نے عمران کے فلیٹ کی طرف آدمی دوڑائے لیکن.... وہ تھا کہاں! معاملہ چونکہ ایسا نہیں تھا جسے منظر عام پر لایا جا سکتا.... اس لئے کاغذات

کی چوری کی رپورٹ پولیس کو بھی نہ دی جا سکی۔ ان کے لئے اگر کچھ کر سکتے تھے تو محکمے کی سیکرٹ سروس کے ممبر ہی کر سکتے تھے۔

جولیانا فٹز واٹر کو عمران کی فکر پہلے ہی سے تھی۔ اس وقت سے جب تنویر اور ناشاد نے اس کی گمشدگی کی اطلاع دی تھی۔

اس کے بقیہ ساتھی شہر میں پھیل گئے تھے اور وہ اپنے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ٹرانسمیٹر پر ان پیغامات کو سن رہی تھی۔ دفعتاً اسے تنویر کی طرف سے ایک امید افزا پیغام ملا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"جولیا! میں ایک آدمی کے تعاقب میں ہوں۔ وہ ایک غیر ملکی ہے جسے ہم نے اس عمارت سے نکلتے دیکھا تھا۔"

جولیا نے اسے اس پر نظر رکھنے کی تاکید کی اور دوسروں کے لئے پیغامات نشر کرنے لگی۔ پھر اس نے فون پر سر سلطان سے رابطہ قائم کیا۔

"جولیا اسپیکنگ سر!"

"کیا بات ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ کاغذات کس وقت غائب ہوئے؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا.... ہو سکتا ہے دن کو کسی وقت غائب ہوئے ہوں۔ سیف کھلا ہوا دیکھا گیا ہے۔ یہ اسی رات کی بات ہے میں نے خود دیکھا تھا.... اپنی آنکھوں سے!"

"آپ.... اس وقت رات کو وہاں...." جولیا نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں.... ایک ضروری دستاویز مکمل کرانی تھی اب وہ کاغذات بہت ضروری ہو گئے ہیں.... انہیں ہر حال میں ملنا ہی چاہئے....!"

"کوشش کی جا رہی ہے جناب....! چیف آفیسر صاحب سے اب تک رابطہ نہیں قائم کیا جا سکا.... ہو سکتا ہے حفاظت کے خیال سے وہ خود ہی نکال لے گئے ہوں!"

"پتہ نہیں!" سر سلطان نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اور! جولیا کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی.... اس کی آنکھوں میں ذہنی الجھن کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے!

۱۲

تھریسیا نے راہداری میں رک کر سوئچ آف کر دیا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی عمران فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس

طرح گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جیسے دم اکھڑ چکا ہو۔

تھریسیا جھپٹ کر اس کے قریب پہنچی اور جھک کر دیکھنے لگی۔ پھر وہ تیزی سے اٹھ کر سوئچ بورڈ کے قریب آئی اور اس پر لگے ہوئے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی.... دوسرے ہی لمحہ میں عمارت کے مختلف حصوں میں گھنٹیاں بجیں اور جلد ہی چھ آدمی وہاں پہنچ گئے۔ جن میں سسیرو بھی تھا....

"اسے اٹھاؤ...." تھریسیا نے کہا "شاک لگا ہے۔"

"مرنے دیجئے!" سسیرو نے لاپروائی سے کہا۔ "یہ خیال فضول ہے کہ اس سے کاغذات کے متعلق کچھ معلوم ہو سکے گا۔"

"کیا تم نے سنا نہیں.... میں نے کیا کہا ہے؟"

"اٹھاؤ!" سسیرو نے دوسروں سے کہا۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں!"

سسیرو برا سا منہ بناتے ہوئے جھکا اور پھر وہ عمران کو وہاں سے اٹھا کر ایک کمرے میں لے آئے۔ اسے ایک بڑی میز پر لٹا دیا گیا اور بجلی کا اثر زائل کرنے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی جانے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عمران کی ایکٹنگ بڑی شاندار تھی۔ وہ قطعی ہوش میں تھا۔ اس نے یہ حرکت محض اسی لئے کی تھی کہ کسی طرح عمارت سے نکل سکے۔ اسے شاک ضرور لگا تھا مگر اتنا شدید نہیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتا۔ تھوڑی دیر کے لئے ضرور اس کا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ لیکن اب وہ پھر پہلے ہی کی سی توانائی محسوس کر رہا تھا۔ اور کسی وقت بھی انہیں متحیر کرنے کے لئے اچانک کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ اسے کس طرح یہاں سے نکلنا چاہئے؟.... وہ نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کئے پڑا یہی سوچتا رہا۔

دفعتاً کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک طویل قامت آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے جسم پر لمبا سیاہ کوٹ تھا جس کے کالر کانوں تک اٹھے ہوئے تھے اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک چھوٹا سا سوٹ کیس نظر آ رہا تھا۔

"الفانسے!" تھریسیا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں مادام.... کاغذات حاصل کر لئے.... سسیرو سے اتنا بھی نہ ہو سکا!"

"تم آئے کب؟"

"کئی دن سے یہاں ہوں۔ اس دوران میں نالائق آدمیوں کی کارگزاریاں دیکھتا رہا۔"

"اوہ.... مگر یہ کون ہے۔ ارے یہ تو وہی ہے.... کیا ہوا؟...."

اس نے کوٹ کے کالر نیچے گرا دیئے تھے اور عمران کو گھور رہا تھا۔ یہ لمبوترا چہرہ اور عقاب کی چونچ کی سی ناک رکھتا تھا۔ آنکھیں بھوری اور چمکیلی تھیں! ہونٹ باریک اور ٹھوڑی معمول سے

بڑی تھی۔ بہر حال وہ خدوخال کے اعتبار سے ایک انتہائی درجہ اذیت پسند آدمی معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں یہ عمران ہے!" تھریسیا بے دلی سے بولی "میں کوشش کر رہی تھی اس سے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ الیکٹرک شاک سے بے ہوش ہو گیا ہے۔"

عمران میک اپ میں نہیں تھا۔ شاید پہلی ہی بے ہوشی کی حالت میں تھریسیا نے اس کا چہرہ صاف کرا دیا تھا۔

"اسے ہر حال میں مر جانا چاہئے مادام...."

"ہوں!" تھریسیا نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔

"پہلے مجھے ہوش میں آ جانے دو۔" عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ عمران کہنیاں ٹیک کر اٹھا اور میز ہی پر بیٹھا رہا۔ اس نے تھریسیا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ بہر حال اس نے دروازے قریب ایک اسٹول پر وہی سوٹ کیس رکھا ہوا دیکھا جس کے لئے وہ اب تک طرح طرح کے مصائب جھیلتا رہا تھا۔

دفعتاً اس نے کہا "یہ کس کا خیال ہے کہ مجھے اب مر جانا چاہئے؟"

اس نے ایک ایک کے چہرے پر جواب طلب انداز میں نظر ڈالی.... وہ سب خاموش رہے۔

تھریسیا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہی تھی۔

دفعتاً الفانسے آگے بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ عمران کے کانوں کی طرف بڑھائے۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں عمران کا سر اس کے سینہ پر پڑا اور وہ کئی گز پیچھے کھسک گیا۔

عمران چھلانگ لگا کر میز کے نیچے آ گیا۔ بقیہ آدمی چاروں طرف پھیل گئے۔

"ٹھہرو!" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "سب لوگ الگ رہیں--! الفانسے!.... اسے شاید اپنی طاقت اور مکاری پر بڑا گھمنڈ ہے۔ تم اسے سیدھا کرو۔"

سسیرو نے پھر برا سا منہ بنا کر کچھ کہنا چاہا۔ مگر پھر خاموش ہی رہا الفانسے اپنا اوورکوٹ اتار رہا تھا

"میز ایک طرف ہٹا دی جائے!" تھریسیا نے کہا۔

فوراً ہی تعمیل کی گئی۔ اب الفانسے کے جسم پر ایک قمیض اور پتلون رہ گئی تھی اور وہ کسی دیو کی رح کھڑا عمران کو اس طرح گھور رہا تھا، جیسے اس بالشتیئے نے اس کی توہین کی ہو۔ وہ عمران سے نا زیادہ لمبا اور توانا معلوم ہوتا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے جیسے ے بازوؤں میں لے کر اس وقت تک بھینچتا رہے گا جب تک کہ اس کا دم نہ نکل جائے.... وہ ے بڑھا اور عمران سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔ بقیہ لوگ دور کھڑے تھے۔ اور تھریسیا ے لگی ہوئی تھی نہ جانے کیوں عمران کو خوفزدہ دیکھ کر اس کے چہرے سے اضطراب ظاہر

ہونے لگا تھا۔

عمران خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔

دفعتاً الفانسے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور اس کی ٹانگوں سے نکل کر سوٹ کیس پر جھپٹا مارا۔ چشم زدن میں وہ کمرے سے باہر تھا اور الفانسے منہ کے بل فرش پر! اس کے منہ سے نکلنے والی گالی دھاڑ میں تبدیل ہو گئی۔

"پکڑو!.... دوڑو.... سور کے بچو!" وہ خود بھی اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔

سب نکل گئے کمرے سے.... مگر تھریسیا بے حس و حرکت وہیں کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں سے اطمینان مترشح تھا اور ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ.... لیکن دوسرے ہی لمحہ میں یہ مسکراہٹ غصے میں تبدیل ہو گئی کیونکہ اس نے فائروں کی آوازیں سنی تھیں۔ اسے اپنے آدمیوں کی حماقت پر غصہ آگیا۔ گو کہ یہ عمارت زیادہ آباد حصے میں نہیں تھی۔ پھر بھی اس قسم کی بداحتیاطی اس کی دانست میں خطرناک تھی۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ الفانسے اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"مادام.... پولیس.... جلدی کیجئے ورنہ شاید ہم گھر جائیں گے یا شاید گھر چکے ہوں۔"

اس کے ساتھ سسیرو بھی تھا۔

"کاغذات؟" تھریسیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"گئے.... جلدی! وہ لوگ انہیں روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

الفانسے نے تھریسیا کا ہاتھ پکڑا اور وہ تینوں ایک طرف دوڑنے لگے۔ عمارت کا عقبی دروازہ بڑی جلدی سے کھولا گیا اور وہ باری باری سے باہر کود گئے۔ دور تک کھیتوں کے سلسلے تاریکی میں ڈوبے پڑے تھے۔

۱۳

عمران اپنے فلیٹ میں ایک پلنگ پر آنکھیں بند کئے چت پڑا تھا۔ کمرے میں جولیا نافٹزواٹر کے علاوہ تنویر اور ناشاد بھی موجود تھے۔

اچانک عمران نے لیٹے لیٹے چھلانگ لگائی.... اور فرش پر کھڑا ہو گیا۔

"ارے!" جولیا حیرت سے بولی.... "تمہارے پیر میں تو موچ تھی۔!"

"اب ٹھیک ہو گئی...." عمران نے بڑی سعادت مندی سے سر ہلا کر کہا۔

تنویر نے قہقہہ لگایا۔ ناشاد نے بھی دانت نکالے لیکن پھر اس طرح منہ بند کر لیا جیسے کسی غلطی کے ارتکاب سے خود کو بچایا گیا ہو۔

"دیکھو نا.... اب بالکل ٹھیک ہوں...." عمران نے دو تین بار پینترے بدلے۔

"تو خواہ مخواہ مجھے رات بھر بور کرتے رہے تھے؟" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا کرتا۔ اگر میں تم سے کہتا کہ یہیں رہ جاؤ تو تم تیار نہ ہوتیں۔"

"ارے! تو ہم نے کیا قصور کیا تھا؟" ناشاد چنگھاڑ کر بولا۔

یہ تینوں رات بھر جاگتے رہے تھے۔ عمران کچھ ایسے ہی دردناک انداز میں کراہتا کہ وہ اس کے لئے مغموم ہو جاتے۔ جولیا تو اس کے سرہانے ہی بیٹھی رہی تھی۔

پچھلی رات تنویر ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا اپنے تین ساتھیوں سمیت ٹھیک اس وقت اس عمارت کے قریب پہنچا تھا جب عمران وہاں سے سوٹ کیس لے کر نکل رہا تھا۔ غیر ملکی اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے اور یہیں سے یہ دلچسپ کھیل شروع ہوا تھا جس نے تھریسیا اور الفانسے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ عمران کے پیچھے جھپٹنے والوں نے باہر نکلنا چاہا لیکن تنویر نے ان پر فائر کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے "پولیس" کا نعرہ بھی لگایا تھا۔ اور پھر وہ فائر کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتے رہے تھے۔ رہا عمران.... تو وہ ایسے میں کہاں ٹھہرنے والا تھا۔ ممکن ہے وہ آخری تصفیہ کے لئے رک بھی جاتا لیکن اس وقت کاغذات کی حفاظت مقدم تھی۔

وہاں سے وہ سیدھا جولیا کے ہوٹل میں آیا تھا۔ اور وہاں نہ جانے کیوں پاؤں میں موچ آجانے کا بہانہ تراش بیٹھا تھا.... ہو سکتا ہے مقصد جولیا کی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہونا رہا ہو۔ واقعی وہ الجھن میں پڑ گئی تھی کہ اس کے لئے کیا کرے۔ کیونکہ اب وہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ جولیا نے اسی سراسیمگی میں یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ وہاں تک کیسے پہنچا تھا۔ بہر حال وہ کسی نہ کسی طرح اسے اس کے فلیٹ تک لے آئی تھی۔ پھر عمران نے وہ اودھم مچایا، اتنی چیخم دھاڑ کی کہ جولیا کو رات وہیں گزارنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ دوسری طرف تنویر کے ہاتھ صرف تین دیسی آدمی آسکے غیر ملکی سب نکل گئے۔ بہر حال انہیں چونکہ شبہ تھا کہ عمران کاغذات لے کر بھاگا ہے اس لئے وہ پہلے تو جولیا کے ہوٹل گئے اور پھر عمران کے فلیٹ کی راہ لی۔ کیونکہ جولیا ہوٹل میں موجود نہیں تھی۔

یہاں عمران کی حالت عجیب تھی۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ پیر میں موچ نہیں ہے۔ اگر موچ ہوتی تو ورم بھی ہوتا۔ مگر وہ چیخ رہا تھا کہ اگر موچ نہیں ہے.... تو میں کھڑا کیوں نہیں ہو سکتا.... میرا پیر کیوں ٹوٹا جا رہا ہے۔؟

پھر ڈاکٹر کو یہ کہنا پڑا کہ ممکن ہے کوئی اور وجہ ہو اور جب تک اس نے تسلیم نہیں کر لیا کہ عمران شدید ترین تکلیف میں مبتلا ہے۔ عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا.... اس نے ایک انجکشن بھی لیا.... یہ اور بات ہے کہ وہ صرف ڈسٹلڈ واٹر ہی کا رہا ہو۔

بہر حال تنویر.... جولیا.... اور ناشاد رات بھر اس کی تیمارداری کرتے رہے۔ کاغذات

دوبارہ سر سلطان تک پہنچا دیئے گئے تھے اور عمران کی حالت معلوم کر کے انہوں نے فون پر ان تینوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کی تیمارداری کریں!

اب اس وقت جب انہیں معلوم ہوا کہ عمران خواہ مخواہ پریشان کرتا رہا تھا تو انہیں بڑا غصہ آیا۔ ناشاد کہہ رہا تھا "اسے یاد رکھنا.... اور پھر اس وقت کچھ نہ کہنا جب میری باری آئے۔"

"خدا کرے جلدی سے باری آئے۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا "تمہاری دونوں ٹانگیں ٹوٹ جائیں.... اور میں تیمارداری کر کے بدلہ اتار سکوں.... آمین!"

"اگر میں نہ پہنچتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا پچھلی رات!" تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں کاغذات کی ہوا بھی نہ لگتی اور میں لکھ پتی ہو جاتا۔" عمران نے مسکرا کر کہا "مگر تم لوگوں کو نہ جانے کس گدھے نے اس محکمے کے لئے منتخب کیا ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ تھریسیا یا الفانسے کو پکڑ سکتے.... ارے پکڑا بھی تو انہیں جو میرے ایک اشارے پر ہتھکڑیوں کے لئے اپنے ہاتھ خود ہی پیش کر دیتے۔"

"بس ختم کرو!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔ "آئندہ تم سے بات نہ کی جائے گی۔"

"ارے تم سب بیک وقت خفا ہو گئے۔ میں دعا کروں گا کہ خدا مجھے جلد تم لوگوں کی تیمارداری کا موقع دے.... خدا کرے تمہارے چیچک نکل آئے تاکہ میں رات بھر جاگ کر تمہاری دیکھ بھال کروں۔ خدا کرے تنویر کم از کم ایک ہفتے کے لئے اندھا ہو جائے تاکہ میں اس کی خدمت کر کے بدلہ اتار سکوں.... خدا کرے ناشاد...."

"بس خاموش رہو!" ناشاد دھاڑا.... "ورنہ میں تمہارے حلق میں گھونسہ اتار دوں گا۔"

"اچھا.... جاؤ...." عمران نے ٹھنڈی سانس لی، تم لوگوں کی وجہ سے میں ہمیشہ خسارے میں رہتا ہوں.... مگر.... ابھی .... کیا ہے.... الفانسے اور تھریسیا آسانی سے شکست کھانے والوں میں سے نہیں ہیں اور یہ میں جانتا ہوں کہ ابھی ان کاغذات کی کوئی قیمت یا اہمیت نہیں ہے۔"

"کیوں؟" جولیا نے پوچھا۔

"اپنے چچا ایکس ٹو سے پوچھنا.... مگر شاید اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو...."

"ارے جھک مار رہا ہے...." تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

اور پھر وہ تینوں عمران کو برا بھلا کہتے ہوئے فلیٹ سے چلے گئے۔